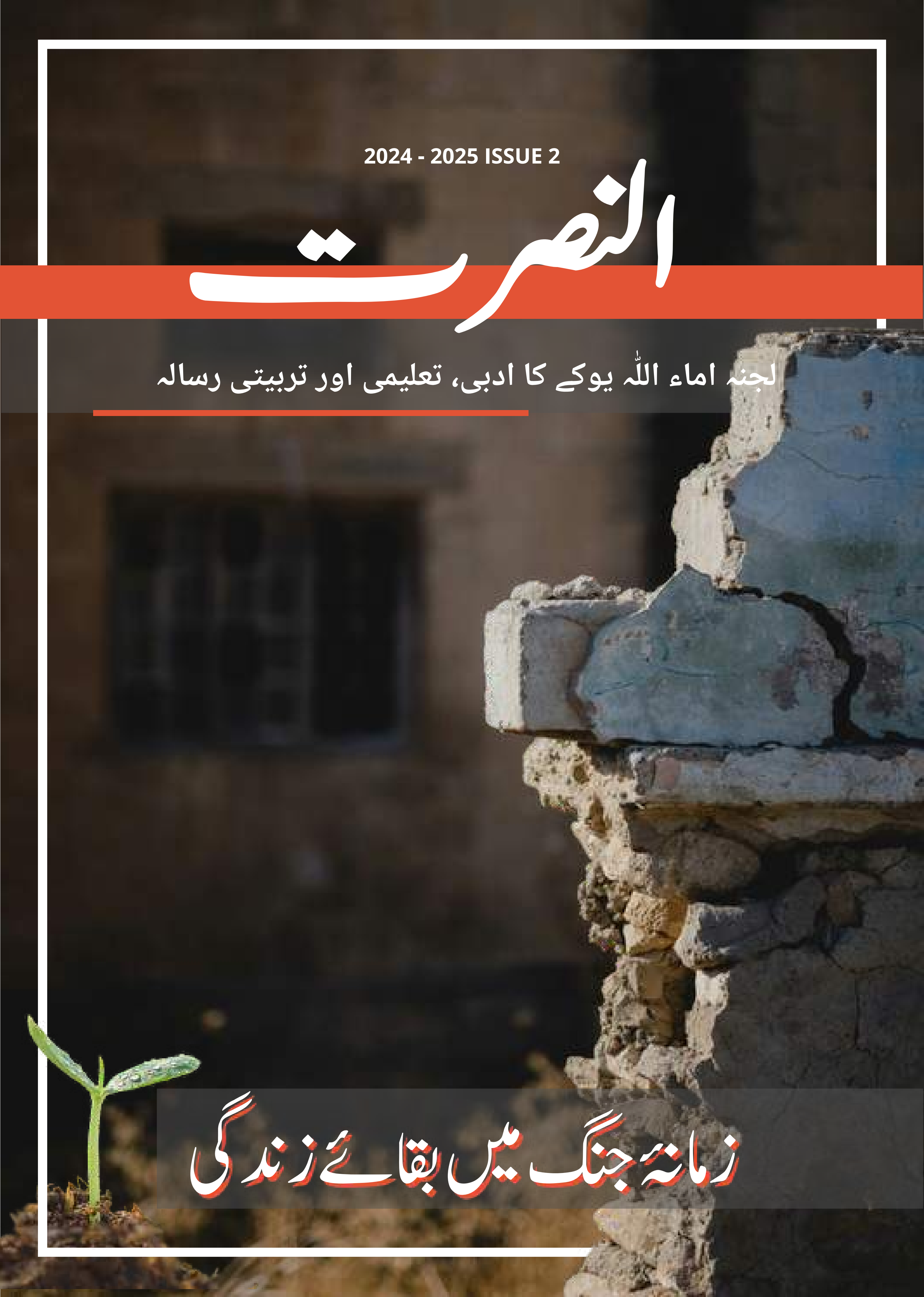

2024 - 2025 ISSUE 2

النصرت

لجنہ اماء اللہ یوکے کا ادبی، تعلیمی اور تربیتی رسالہ

زمانۂ جنگ میں بقائے زندگی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

قَدْ جَآءَ الدِّیْنُ مِنَ النُّصْرَۃِ ثُمَّ سَیَعُوْدُ مِنَ النُّصْرَۃِ

دین پہلے بھی نصرت ہی سے غالب آیا تھا اور اب دوبارہ بھی وہ نصرت ہی کے ذریعہ سے غالب آئے گا۔

(تذکرہ۔ایڈیشن 2023۔الہام مورخہ 3/اکتوبر1904۔صفحہ نمبر 486)

النصرت اردو ٹیم

زیر نگرانی	ڈاکٹر قرۃ العین عینی رحمٰن صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ) لبنیٰ سہیل صاحبہ (سیکریٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ برطانیہ)
مجلس ادارت	قانتہ راشد صاحبہ، نصیرہ نور صاحبہ فریدہ بشارت صاحبہ، سائحہ معاذ صاحبہ، امۃ السلام خان صاحبہ
مدیرہ	صدیقہ سلطانہ
نائب مدیرہ	ستارہ جمیل، حانیہ سعید
پروف ریڈنگ	قانتہ راشد، سیدہ ثریا صادق، امۃ السلام، فائزہ فضل، حنا گوندل
ٹائپنگ	صفیہ بشیر سامی، امۃ الحی خالد، ہبہ باقی
ڈیزائن	وردہ سہیل، ماہ پارہ
مینیجر	اسماء شاہد

اس شمارہ میں تصاویر الاسلام ویب سائٹ اور کینوا پروسے لی گئی ہیں۔

عہد لجنہ اماء اللہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے، لاشریک ہے۔ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہوں گی۔ نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کو قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔

ان شاء اللہ

اداریہ

محترم قارئین

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خدمت میں رسالہ النصرت کا تازہ شمارہ پیش ہے۔ اس شمارہ میں آج کل کے حالات کے مطابق کسی بھی سنگین صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے اپنے آپ کو ذہنی، جسمانی اور روحانی طور پر تیار کرنے کی بات کی گئی ہے۔ یہ وہ حالات ہیں جن کی پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے آج سے پندرہ سو سال قبل ہی کر دی تھیں۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بھی خوفناک جنگوں کی اطلاع دی اور امامِ وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی بارہا دنیا کو جنگ کے خطرات سے آگاہ کر چکے ہیں۔ ان تمام انذاری باتوں کی موجودگی ہم پر حفظِ ما تقدم کے طور پر تیاری لازم قرار پاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کے متعلق فرمایا ہے:
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ یعنی اے ایماندارو! اپنے بچاؤ (کے سامان ہر وقت) تیار رکھو۔
(سورۃ النساء: 72۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

بقائے زندگی صرف جسمانی بقاء کا نام نہیں، بلکہ یہ روحانی، اخلاقی، معاشرتی اور ذہنی سطح پر بھی زندہ رہنے کا تقاضا کرتی ہے۔ زمانۂ جنگ میں خواتین کا کردار بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ شمارہ آپ کو بتائے گا کہ کس طرح عورتیں اپنے کردار، اعمال اور خدمتِ خلق سے بقاء کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ابتلاء کے زمانے میں اپنی پناہ میں رکھے اور خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے وہ نور عطا کرے جو ہر اندھیرے میں راہ دکھاتا ہے۔ آمین۔

رسالہ النصرت میں ایک حصہ "فرشتوں سے ملاقات" خاص طور پر ذاتی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات کے لیے مخصوص ہے۔ دعاؤں کی قبولیت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان ہے، جس میں آپ علیہ السّلام کے ماننے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شامل کرتا ہے۔ اگر آپ کی اپنی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے تو ہمیں لکھ بھیجیں جو پڑھنے والوں کے لیے بھی ازدیادِ ایمان کا باعث ہو گا۔ ان شاء اللہ۔ اسی طرح سیر وسیاحت اور سفر نامے بھی قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں۔ نیز قرآن پاک کی مختلف سورتوں کی فضیلت کے بیان کا سلسلہ جاری ہے۔ اُمید ہے کہ بہنیں استفادہ کر رہی ہوں گی۔

ہمیشہ کی طرح آپ کے مضامین اور آراء کی منتظر
آپ کے پیارے رسالہ النصرت کی مدیرہ
صدیقہ سلطانہ

لکھنے کا پتہ: urdu.editor@lajnauk.org

فہرست مضامین

قال اللہ	06
قال الرّسول ﷺ	07
کلامُ الاِمام۔ اِمامُ الکلام	08
خلفائے احمدیت کی نصائح اور انذار بابت تیسری جنگ عظیم	09
امامِ وقت کی آواز	12
منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السّلام (پیش گوئی جنگِ عظیم)	16
آخری زمانہ کی جنگوں کے متعلق قرآنی پیشگوئیاں (ستارہ جمیل۔Bordon)	17
امن کی اہمیت: جنگ کے مضر اثرات اور مستقبل کی تعمیر (ہبۃ الاعلیٰ شاہ۔Worcester Park)	22
فرشتوں سے ملاقات۔ جنگ اور جنگ کی خوفناک یادیں (صفیہ بشیر سامی۔Worcester Park)	26
انسانی نفسیات پر جنگ کے اثرات (ڈاکٹر امۃ الحی خالد۔Scunthorpe)	30
دعا کے ساتھ تدبیر کی اہمیت (تحسینہ کنول احمد۔Farnham)	37
جنگی علاقے کے لیے چند اہم تجاویز اور آسان کھانوں کی ترکیبیں	40
تقسیمِ ہند اور خدائی تائید و نصرت (صالحہ غوری۔Crawley)	42
مسیح موعودؑ دجّال کو بابِ لُدّ کے پاس پالے گا (ریحانہ صدیقہ بھٹی۔Newcastle)	45
مذاہبِ عالم اور روزہ (زنیرہ حنا۔Oxford)	48
سفرِ حجاز۔ آخری قسط (سعدیہ کامران۔Edinburgh)	52
یہ کتاب بھی پڑھیں	55
سورۃ المائدہ کی فضیلت (فائزہ فضل۔Jamia Ahmadiyya)	56
جاننا اچھا ہے	59
مسکرانا چاہیے (ہبہ باقی۔Reading)	61
ایک جھلک۔ لجنہ اماء اللہ کی مصروفیات (نیشنل والی بال ٹورنامنٹ رپورٹ۔ حنا گوندل۔Morden)	62
کیا آپ نے یہ شمارہ پڑھ لیا ہے؟	66

قال اللہ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ
وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۶﴾

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا
جَمِيْعًا ﴿۷۲﴾

اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک (سے) اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی (کے ذریعہ) سے ضرور آزمائیں گے اور (اے رسول)! تو (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دے۔

جن پر جب (بھی) کوئی مصیبت آئے (گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں کہ ہم (تو) اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں (نازل ہوتی) ہیں اور رحمت (بھی) اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

(سورۃ البقرہ:156 تا 158۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

اے ایماندارو! اپنے بچاؤ (کے سامان ہر وقت) تیار رکھو اور (خواہ) چھوٹی جماعتوں میں (گھروں سے) نکلو یا بڑی جماعتوں میں نکلو (ہمیشہ حفاظت کے سامان پاس رکھا کرو)۔

(سورۃ النساء:72۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ، يَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ، وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ، وَحَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ، وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ ... وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ... وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ - يَعْنِي آمَنُوا - اَجْمَعُونَ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک کہ دو بڑے بڑے گروہ آپس میں نہ لڑیں۔ ان دونوں کے درمیان بہت ہی بڑی لڑائی ہو گی۔ ان کا دعویٰ ایک ہی ہو گا اور جب تک کہ تیس کے قریب دجال ظاہر نہ ہو جائیں ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور جب تک کہ علم اٹھا نہ لیا جائے اور زلزلے کثرت سے نہ آئیں اور زمانہ جلدی جلدی نہ گزر جائے اور فتنے نہ ہو لیں اور قتل وخونریزی بہت نہ ہو لے اور جب تک کہ مال اس کثرت سے نہ ہو جائے کہ وہ پانی کی طرح بہنے لگ جائے۔۔۔ اور جب تک کہ لوگ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اونچی عمارتیں نہ بنانے لگ جائیں۔۔۔ اور جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ کرے۔ جب سورج ادھر سے چڑھے گا اور لوگ اس کو دیکھ لیں گے تو وہ سب کے سب ایمان لائیں گے۔

(صحیح البخاری۔ کتاب الفتن۔ باب الخروج۔ جلد 16۔ صفحہ نمبر 333۔ حدیث نمبر 7121)

کلامُ الاِمام۔ اِمامُ الکلام

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ایک خوفناک عذاب کا ذکر فرماتے ہیں جس کو پڑھ کر ایٹمی جنگ کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا:

”اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیرو زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔۔۔

۔۔۔اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کیے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔“

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد22۔ صفحہ نمبر268 تا269)

مشکل الفاظ کے معانی

زیروزبر	درہم برہم، تباہ	اضطراب	بے چینی، بیقراری
ہیئت	فلکیات (Astronomy)	نوشت	لکھی ہوئی

خلفائے احمدیت
کی نصائح اور انذار
بابت تیسری جنگ عظیم

خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت مولوی حکیم نور الدین رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہُ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہُ فرماتے ہیں:

”۔۔۔لڑائیاں الگ چیز ہیں۔ان کے تعلقات دین سے نہیں ہوتے۔ مثلاً آج جو تم لوگوں کے خیال میں روشنی کا زمانہ ہے اور امن اور صلح کا عہد ہے۔کیا لڑائیاں مٹ گئیں بلکہ جس قدر بحری اور برّی لڑائیوں کے ہتھیاروں کی ایجاد ہوئی ہے پہلے زمانوں میں اس کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ سمندر میں جاؤ، ہوا میں جاؤ، قاتل ہتھیار تمہارے لیے موجود ہیں۔ بعض ہتھیاروں کے موجد سے کہا گیا کہ یہ بدامنی کی راہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ان ہتھیاروں سے جنگ کا دامن لمبا نہیں ہوتا جلد فیصلہ ہو جاتا ہے۔ پھر جب ہم غور کرتے ہیں تو کیا کوئی زمانہ لڑائیوں سے خالی گیا ہے۔ اگر عام جنگیں نہ ہوں تو خانہ جنگیاں ہی شروع ہو جاتی ہیں۔ بوئروں کی جنگ ابھی چھڑی نہ تھی۔ایک میرے دوست نے کہا کہ اب جنگ کا خاتمہ ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد بوئروں کی جنگ چھڑ گئی۔ تب میں نے اس سے پوچھا کہ کیوں صاحب جنگ کا خاتمہ ہو گیا؟ بہر حال پھر میں نے کہا کہ دونوں ہی پراٹسٹنٹ ہیں۔اس نے کہا ہاں آپ کا اعتراض درست ہے۔ جاپان کو کچھ اگر معزز بنایا تو جنگ نے۔ غرض جنگ دنیا سے کبھی دور نہیں ہوئی اور یہ ایک اٹل چیز ہے اس کے اسباب الگ ہیں۔“

(خطباتِ نور۔ صفحہ نمبر 489)
(تقریر فرمودہ 16 جون 1912ء بوقت 6 بجے شام)

خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہُ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہُ نے ایک اہم نکتے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

”۔۔۔جس قدر خطرہ بڑا ہوتا ہے بہادر اور جوانمرد انسان اس کے مقابلہ میں جرات بھی اتنی ہی بڑی دکھاتے ہیں۔ خطرہ سے ڈرنا اور خوف سے بھاگنا یہ تو بزدلی ہوتی ہے اور یہ بہت کم ہمت اور غیر مستقل مزاج انسانوں کا کام ہوتا ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص ہوتا ہے کہ دشمن سے ڈرتا نہیں بلکہ مقابلہ کرتا ہے۔

پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ نہ صرف مقابلہ کرتا ہے بلکہ اس سے بالکل نڈر ہو جاتا اور ذرہ پرواہ نہیں کرتا کہ کیا نتیجہ نکلے گا۔ یہ اعلیٰ درجہ کی جرات اور بہادری کہلاتی ہے۔ اور ایسے ہی لوگ جرات اور بہادری کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے ہیں۔ بزدل تو دشمن کے مقابلہ سے بھاگ جاتے ہیں اور دلیر مقابلہ کرتے ہیں اور جو بہت زیادہ دلیر اور بہادر ہوتے ہیں اور جن میں خاص ایمانی جرات ہوتی ہے وہ نہ صرف مقابلہ کرتے ہیں بلکہ دشمن کو حقیر سمجھتے ہیں اور جب اس پر غلبہ پا لیتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے دل پر جو ایک بوجھ سا پڑا ہوا تھا وہ اُتر گیا ہے۔ گویا مقابلہ کرنا تو الگ رہا۔ وہ جرات میں ایسے بڑھ جاتے ہیں کہ بڑے سے بڑا دشمن بھی ان کی نظر میں کچھ وقعت اور حقیقت نہیں رکھتا۔ صحابہ کرام کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اسی قسم کے تھے۔“

(خطباتِ محمود۔ جلد 5۔ صفحہ نمبر 227)

خلیفۃ المسیح الثالث حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 28/جولائی 1967ء کو وانڈزورتھ ٹاؤن ہال لندن میں ایک تاریخی خطاب فرمایا جو ''امن کا پیغام اور ایک حرفِ انتباہ'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں آپؒ فرماتے ہیں:

''پھر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آرہے گا دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے۔ ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی، ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔۔۔

۔۔۔ پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہاء اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہؐ کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔۔۔ اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوگا اور دنیا کو منور کرے گا، لیکن پہلے اس سے کہ یہ واقع ہو ضروری ہے کہ دنیا ایک اور عالمگیر تباہی میں سے گزرے ایک ایسی خونی تباہی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی۔''

(امن کا پیغام اور ایک حرفِ انتباہ۔ صفحہ نمبر 10 تا 13)

خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایٹمی جنگ کے بارہ میں خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

''جہاں تک تیسری عالمی جنگ کا تعلق ہے اور اس کی اٹامک حیثیت کا تعلق ہے اس بارے میں ایک ادنیٰ بھی شک نہیں کہ لازماً ہو کے رہنے والا واقعہ ہے۔ ایسا واقعہ ہے ہی نہیں جو ٹالا جا سکے۔ اگرچہ مصیبتیں ٹالی جا سکتی ہیں لیکن عالمی جنگ جس بناء پر وارد ہونے والی ہے۔۔۔ اس کی آخری وجہ آنحضرت ﷺ کا باقی ادیان پر غالب آنا ہے یا اسلام کا باقی ادیان پر غالب آنا ہے۔ کیونکہ وجہ بہت اعلیٰ درجہ کی ہے اور کوئی اور صورت نظر نہیں آتی کہ اس عظیم تباہی اور تکبروں کے ٹوٹے بغیر اسلام کو وہ غلبہ نصیب ہو جائے۔ رسول کریم ﷺ کو وہ غلبہ نصیب ہو۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ مصیبتیں ٹالی جا سکتی ہیں مگر مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ مصیبتیں ٹل جائیں اور کوئی اس کی صورت نظر ہی نہیں آتی کہ یہ ایسا کر سکے دنیا، جو اتنی دور جا چکی ہے وہ واپس آ جائے، از خود ہی یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ اسلام نے ضرور غالب آنا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی وقت بھی تیسری عالمی جنگ کا آغاز کر دے گا۔''

(ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 287۔ 18/نومبر 1998۔ 21 منٹ:06 سیکنڈ)

امامِ وقت کی آواز

مجھے ڈر ہے کہ مختلف ممالک کے سیاسی اور اقتصادی تغیرات ایک عالمگیر جنگ پر منتج ہو سکتے ہیں

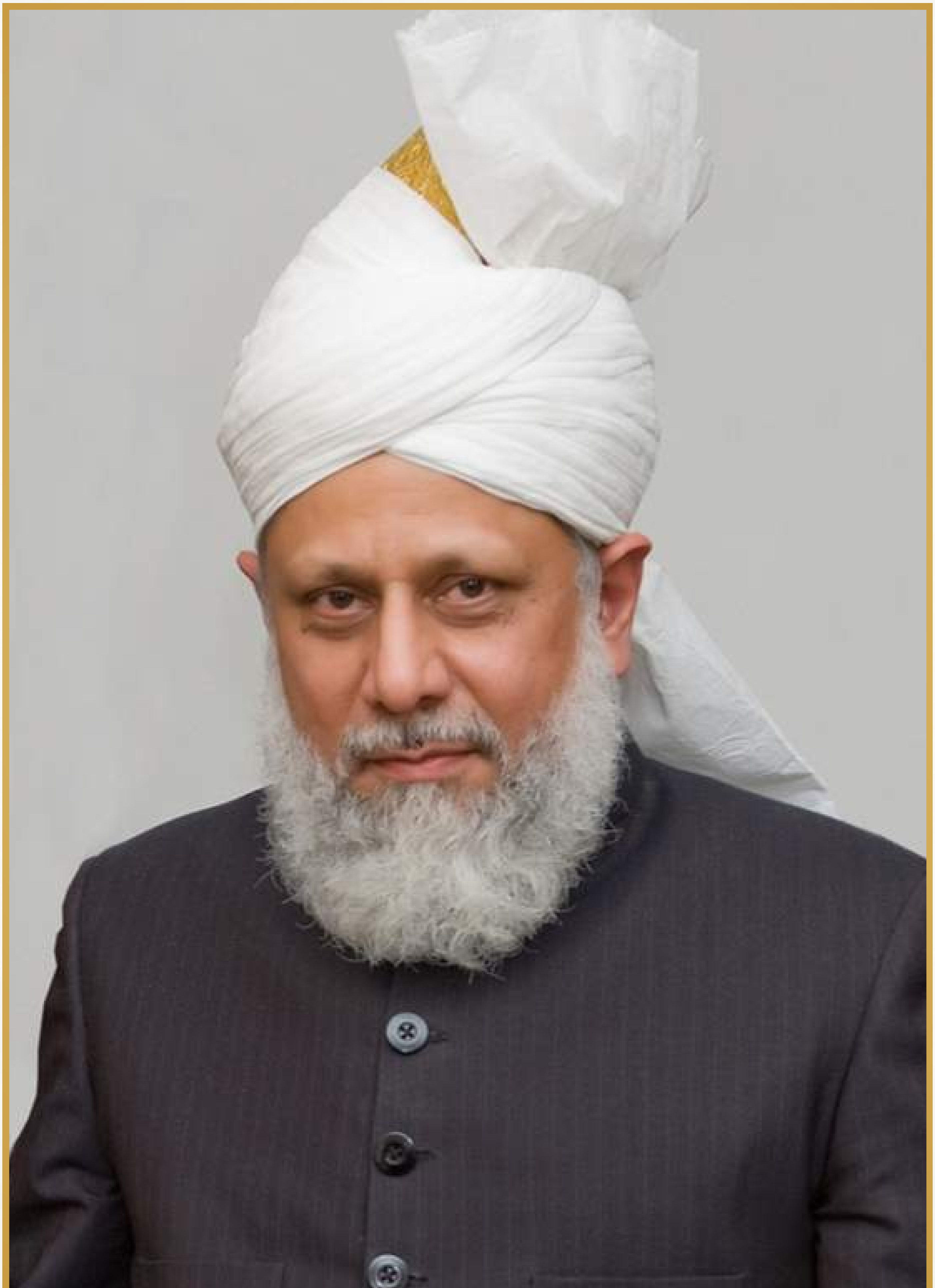

خطاب فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ
بر موقع 22 اکتوبر 2008ء بمقام برطانوی پارلیمنٹ ہاؤس آف کامنز

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اگر ہم گذشتہ چند صدیوں کی تاریخ کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیں تو ہمیشہ یہ نظر آئے گا کہ اس دَور میں جو جنگیں ہوئیں وہ درحقیقت مذہبی جنگیں نہیں تھیں بلکہ زیادہ تر جغرافیائی اور سیاسی نوعیت کی جنگیں تھیں۔ آج بھی اَقوامِ عالم کے مابین جو تنازعات موجود ہیں وہ دراصل سیاسی، علاقائی اور اقتصادی مفادات کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں اور حالات جو رُخ اختیار کر رہے ہیں اُنہیں دیکھتے ہوئے مجھے ڈر ہے کہ مختلف ممالک کے سیاسی اور اقتصادی تغیرات ایک عالمگیر جنگ پر منتج ہو سکتے ہیں۔ اِن حالات کے نتیجہ میں صرف امیر ممالک ہی نہیں بلکہ غریب ممالک بھی متأثر ہو رہے ہیں۔ اس لیے طاقتور ممالک پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مل بیٹھ کر انسانیت کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی کوشش کریں۔

برطانیہ اُن ممالک میں سے ہے جو ترقی یافتہ دُنیا اور ترقی پذیر ممالک دونوں پر اثر انداز ہو سکتا ہے اور ہوتا بھی ہے۔ آپ اگر چاہیں تو عدل اور انصاف کے تقاضے پورے کر کے دُنیا کی راہنمائی کا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ ماضی قریب میں برطانیہ نے دُنیا کے بہت سے ممالک خصوصاً برصغیر پاک وہند پر حکومت کی ہے اور عدل وانصاف اور مذہبی آزادی کے اعلیٰ معیار قائم کیے ہیں۔ جماعت احمدیہ مسلمہ اس کی گواہ ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے عدل وانصاف اور مذہبی آزادی دینے کی برطانوی حکومت کی پالیسی کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ جب بانی جماعت احمدیہ نے ملکہ وکٹوریہ کو اُن کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر مبارکباد دی اور اسلام کا پیغام پہنچایا تو آپؑ نے خاص طور پر دُعا بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ برطانوی حکومت کو اِس کی کوششوں کا اجر عطا فرمائے جو اِس نے عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کی ہیں۔ پس ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ جب بھی سلطنتِ برطانیہ نے انصاف کا مظاہرہ کیا ہے ہم نے ہمیشہ اس پر شکر گزاری کا اظہار کیا ہے۔ ہم یہ بھی اُمید کرتے ہیں کہ مستقبل میں بھی عدل وانصاف برطانوی حکومت کی پہچان بنا رہے گا اور آپ اپنے اُن اوصاف کو فراموش نہیں کریں گے جو ماضی میں آپ کا حصہ رہے ہیں۔

آج دنیا ایک اِضطراب اور بے چینی کا شکار ہے۔ محدود پیمانہ پر جنگوں کی آگ بھڑک رہی ہے۔ بعض جگہوں پر بڑی طاقتیں یہ دعویٰ کر رہی ہیں کہ ہم اَمن کے قیام کے لیے کوششیں کر رہے ہیں۔ اندیشہ یہ ہے کہ اگر عدل وانصاف کے تقاضے پورے نہ کیے گئے تو ان چھوٹی چھوٹی جنگوں کے شعلے بہت بلند ہو جائیں گے اور ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔

اب میں مختصر طور پر بیان کروں گا کہ اسلام کی وہ کون سی تعلیمات ہیں جو دُنیا میں امن قائم کرنے کے لیے ہیں یا یہ کہ اِن تعلیمات کی روشنی میں دُنیا میں کس طرح امن قائم کیا جا سکتا ہے؟ میری یہ دُعا ہے کہ مسلمان جو اِن تعلیمات کے پہلے مخاطب ہیں ان پر عمل پیرا ہو سکیں مگر درحقیقت دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں اور حکومتوں کا بھی فرض ہے کہ وہ ان تعلیمات پر عمل کریں۔

آج کے اس دور میں، جب کہ دنیا واقعی سمٹ کر ایک گلوبل ویلیج بن گئی ہے جس کا پہلے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، ہمیں بحیثیت انسان اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے۔ ہمیں انسانی حقوق کے ان مسائل کو حل کرنے کی طرف توجہ دینے اور ایسی کوشش کرنے کی ضرورت ہے جس سے دنیا میں امن قائم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کوشش عدل کے تقاضے پورے کرنے کی نیت سے اور پوری دیانتداری سے کی جانی چاہیے۔

اس دور کے مسائل میں سے ایک مسئلہ اگر براہِ راست نہیں تو بالواسطہ مذہب کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ مسلمانوں کے بعض گروہ مذہب کے نام پر ناجائز حملے یا خود کش دھماکے کرتے ہیں تاکہ غیر مسلموں کو جن میں فوجی اور معصوم شہری بھی شامل ہیں نقصان پہنچائیں یا ہلاک کریں جس کے نتیجہ میں معصوم مسلمان یہاں تک کہ بچے بھی نہایت بے رحمی سے مارے جارہے ہیں۔ اسلام اس ظالمانہ فعل کو کلیۃً ردّ کرتا ہے۔ بعض مسلمانوں کے اس بھیانک طرزِ عمل کی وجہ سے غیر مسلم ممالک میں ایک بالکل غلط تاثر پیدا ہوچکا ہے جس کے نتیجہ میں معاشرہ کے بعض طبقات علی الاعلان اسلام کے خلاف باتیں کرتے ہیں جبکہ بعض دوسرے ایسے ہیں جو اگرچہ کھلم کھلا اظہار تو نہیں کرتے مگر دلوں میں اسلام کے بارہ میں کوئی اچھی رائے بھی نہیں رکھتے۔ یہ وہ صورت حال ہے جس کی وجہ سے مغربی ممالک اور دیگر غیر مسلم ممالک کے لوگوں کے دلوں میں ان چند مسلمانوں کے طرزِ عمل کے باعث عدم اعتماد پیدا ہوگیا ہے۔

اس غلط ردِّ عمل کی ایک مثال تو وہ حملے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی سیرت اور کردار پر مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن کریم پر کیے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے برطانوی سیاستدانوں، خواہ وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں اور دانشوروں کا رویہ بعض دیگر ممالک کے سیاستدانوں کے رویہ سے مختلف ہے۔ میں اس کے لیے آپ کا شکر گزار ہوں۔ ایسے نازک احساسات کو ٹھیس پہنچانے سے نفرتوں میں اضافہ کے سوا کیا حاصل ہوسکتا ہے؟ یہ نفرت پھر بعض انتہا پسند مسلمانوں کو ایسی حرکتیں کرنے پر آمادہ کرتی ہیں جو سراسر غیر اسلامی ہیں جن کے نتیجہ میں کئی غیر مسلموں کو پھر موقع ملتا ہے کہ وہ اپنی مخالفت کا اظہار کریں۔ ان حملوں سے ان لوگوں کو جو انتہا پسند نہیں ہیں اور آنحضرت ﷺ سے گہری محبت رکھتے ہیں شدید تکلیف پہنچتی ہے۔ ان میں جماعت احمدیہ سرفہرست ہے۔ ہمارا سب سے اہم کام ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا کو آنحضرت ﷺ کے کامل اسوہ اور اسلام کی حسین تعلیمات سے آگاہ کیا جائے۔ ہم تمام انبیاءؑ کا سچا احترام کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں کہ یہ سب خدا کے فرستادہ ہیں۔ اس لیے ہم تو ان میں سے کسی کے خلاف کوئی بے ادبی نہیں کرسکتے لیکن جب ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے خلاف بے بنیاد اور جھوٹے الزامات سنتے ہیں تو ہمارے دل بے حد رنجیدہ ہوجاتے ہیں۔

آج جبکہ دنیا مختلف بلاکوں میں تقسیم ہوتی جارہی ہے، انتہا پسندی بڑھ رہی ہے۔ نیز مالی اور اقتصادی صورت حال بدتر ہوتی چلی جارہی ہے اس امر کی فوری ضرورت ہے کہ ہر قسم کی نفرتوں کو مٹا دیا جائے اور امن کی بنیادوں کو اُستوار کیا جائے۔ اگر یہ کام صحیح رنگ میں پوری ایمان داری اور نیک نیتی کے ساتھ نہ کیا گیا تو حالات اَور زیادہ ابتر ہوجائیں گے اور پھر ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں رہے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کی خوبصورت اور پرامن تعلیمات دنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

www.alfazl.com/2019/06/18/3255/

پیش گوئی جنگِ عظیم

منظوم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار

وہ جو تھے اُونچے محل اور وہ جو تھے قصرِ بریں
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اِک جائے غار

ایک ہی گردش سے گھر ہو جائیں گے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہوں گی نہیں ان کا شمار

پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں
اُن کو جو جھکتے ہیں اس درگہ پہ ہو کر خاکسار

یہ خوشی کی بات ہے سب کام اُس کے ہاتھ ہے
وہ جو ہے دھیما غضب میں اور ہے آمرزگار

کب یہ ہوگا؟ یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر
دی خبر مجھ کو کہ وہ دِن ہوں گے ایّامِ بہار

”پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی“
یہ خدا کی وحی ہے اب سوچ لو اے ہوشیار

سخت ماتم کے وہ دِن ہوں گے مصیبت کی گھڑی
لیک وہ دِن ہوں گے نیکوں کے لیے شیریں ثمار

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خُدائے ذوالعجائب سے پیار

تم سے غائب ہے مگر مَیں دیکھتا ہوں ہر گھڑی
پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار

گر کرو توبہ تو اَب بھی خیر ہے کچھ غم نہیں
تم تو خود بنتے ہو قہرِ ذُوالمِنَن کے خواستگار

وہ خدا حِلم و تفضل میں نہیں رکھتا نظیر
کیوں پھرے جاتے ہو اُس کے حکم سے دیوانہ وار

مشکل الفاظ کے معانی

زینہار	پناہ، امان
قصرِ بریں	اعلیٰ / بلند محل
آمرزگار	بخشنے والا
خواستگار	طلب گار

(www.alislam.org/urdu/book/اُردو-دُرِّثمین/c/پیش-گوئی-جنگِ-عظیم/)

آخری زمانے کی جنگوں کے بارے میں

قرآنی پیشگوئیاں

(ستارہ جمیل۔Bordan)

اسلام ایک مکمل دین ہے جو قیامت تک کے لیے قابلِ عمل اور جامع ہدایات فراہم کرتا ہے۔ اس دین نے ہمیں نہ صرف دنیاوی زندگی کے اصول سکھائے بلکہ قیامت تک پیش آنے والے حالات اور فتنوں کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔ قرآن پاک میں ہمیں نہ صرف ان فتنوں سے بچنے کی ہدایات دی گئی ہیں بلکہ ان حالات میں ہماری ذمہ داریوں کے بارے میں بھی وضاحت کی گئی ہے۔

قرآن وحدیث میں کئی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ آخری زمانے میں عظیم جنگیں ہوں گی جنھیں احادیث میں "اَلْمَلْحَمَةُ الْکُبْرٰی" کہا گیا ہے، یعنی سب سے بڑی خونریزی۔

(سنن ابوداؤد۔ جلد 3۔ صفحہ نمبر 349۔ حدیث نمبر 4295)

رسول اللہ ﷺ نے ان فتنوں سے بچنے کا طریق یہ بتایا ہے کہ جماعت اور امام سے وابستہ رہنا۔

اس وقت میں ان پیشگوئیوں میں سے چند ایک کا ذکر کروں گی۔

قرآن کریم کی پیشگوئیاں:

1۔ سورۃ القارعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْقَارِعَةُ ۝٢ مَا الْقَارِعَةُ ۝٣ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝٤ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝٥
وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝٦

(سورۃ القارعہ: 2تا6)

ترجمہ: (دنیا پر) ایک شدید مصیبت (آنے والی ہے)۔ اور تجھے کیا معلوم کہ وہ مصیبت کیسی ہے۔ اور (پھر ہم کہتے ہیں کہ اے مخاطب)! تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ (عظیم الشان) مصیبت کیا چیز ہے۔ (یہ مصیبت جب آئے گی) اس وقت لوگ پراگندہ پروانوں کی طرح (حیران پھر رہے) ہوں گے۔ اور پہاڑ اُس پشم کی مانند ہو جائیں گے جو دُھنکی ہوئی ہوتی ہے۔

(اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان آیات کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ آیات ایٹم بم اور اس سے ہونے والی تباہی کا تذکرہ کر رہی ہیں۔ ایٹم بم کے دھماکے سے جو تباہی پیدا ہوتی ہے اس میں انسان پراگندہ پروانوں کی طرح بکھر جاتے ہیں اور بڑی بڑی طاقتیں دھنی ہوئی روئی کی طرح کمزور ہو جاتی ہیں۔

(خلاصہ از تفسیر کبیر۔ جلد 14۔ صفحہ نمبر: 171 اور ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 305۔ 25 منٹ: 20 سیکنڈ تا 29 منٹ: 55 سیکنڈ)

جنگِ عظیم دوم کے واقعات پر نظر ڈالیں تو ہیروشیما اور ناگاساکی پر گرائے گئے ایٹمی بموں سے ہونے والی تباہی اس قرآنی پیشگوئی کا عملی مظہر معلوم ہوتی ہے جہاں درجہ حرارت سورج سے دس گنا زیادہ ہو گیا تھا اور انسانوں کے گوشت کے لوتھڑے میلوں تک پروانوں کی مانند پھیل گئے تھے۔ اب تو دنیا کے تقریباً 9 ممالک اس سے کہیں زیادہ طاقتور ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(https://www.ucs.org/nuclear-weapons/worldwide#:~:text=Nine%20countries%20possess%20nuclear%20weapons,is%20close%20to%2013%2C000%20weapons).

2۔ سورۃ الھُمَزَہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝۵ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝۶ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝۷ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝۸ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۹ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۱۰

(سورۃ الھُمَزَہ: 5 تا 10)

ترجمہ: "ہرگز ایسا نہیں (جیسا اس کا خیال ہے بلکہ) وہ یقیناً (اپنے مال سمیت) حُطَمَہ میں پھینکا جائے گا۔ اور (اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ حُطَمَہ کیا شے ہے؟ یہ (حُطَمَہ) اللہ کی خوب بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں کے اندر تک جا پہنچے گی۔ پھر وہ (آگ) سب طرف سے بند کر دی جائے گی تاکہ اس کی گرمی ان کو اور بھی زیادہ تکلیف دِہ محسوس ہو۔ اور (وہ لوگ اس وقت) لمبے ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں گے۔"

(اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ حُطَمَہ کسی چیز کو اس کے باریک ترین ذرات میں توڑنے کو کہتے ہیں۔ آج سے چودہ سو سال قبل ایٹم کا کوئی تصور موجود نہیں تھا لیکن صرف حُطَمَہ ہی ایک ایسا لفظ ہے جسے ایٹم کا قریب ترین مترادف قرار دیا جاسکتا ہے۔ دوسری جانب صوتی اعتبار سے بھی یہ دونوں الفاظ ملتے جلتے ہیں۔ آیات میں بیان کردہ آگ جو "دلوں کے اندر تک جا پہنچے گی" کی تفسیر ایٹمی دھماکے سے پیدا ہونے والی گاما ریز سے کی گئی ہے، جو روشنی کی رفتار سے حرکت کرتے ہوئے انسانی جسم میں نفوذ کرتی ہیں اور دل کی حرکت کو بند کردیتی ہیں، جس سے فوری موت واقع ہوتی ہے۔

(خلاصہ از الہام، عقل، علم اور سچائی۔ صفحہ نمبر 537 تا 541)

3۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں ایک اور جگہ فرماتا ہے:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

(سورۃ الدخان: 11 تا 12)

ترجمہ: پس تو اس دن کا انتظار کر جس دن آسمان پر ایک کھلا کھلا دھوآں ظاہر ہوگا۔ جو سب لوگوں پر چھا جائے گا، یہ دردناک عذاب ہوگا۔ (اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: "یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ اس آیت میں ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا ذکر ہے، جن کے پھٹنے پر تمام اطراف میں دھؤاں پھیل جاتا ہے۔" (تفسیر صغیر)

قرآن کی دیگر آیات میں اس دھوئیں کی مزید تفصیل دی گئی ہے، جس میں اسے تین شاخوں والے سائے، آگ کی لپٹوں اور قلعہ نما شعلوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (المرسلات: 31 تا 34) اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ قرآنی پیشگوئی ایٹمی جنگوں اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تباہ کن اثرات کی طرف اشارہ کرتی ہے، یہ اثرات مستقبل میں مزید شدید صورت اختیار کرسکتے ہیں۔

4۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۶﴾

(سورۃ الرحمٰن: 36)

ترجمہ: تم پر آگ کا ایک شعلہ گرایا جائے گا اور تانبا بھی (گرایا جائے گا)، پس تم دونوں ہرگز غالب نہیں آسکتے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہُ فرماتے ہیں کہ آگ کے شعلے میں کاسمک ریز اور تانبا گرانے میں بموں کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر صغیر)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ﴿۹﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ﴿۱۰﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚ﴿۱۱﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۙ﴿۱۲﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ﴿۱۳﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ﴿۱۴﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ﴿۱۵﴾

(سورۃ المعارج:9تا15)

ترجمہ: اس دن (شدتِ حرارت کی وجہ سے) آسمان پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔ اور پہاڑ دُھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ اور اس دن کوئی دوست کسی دوست کے متعلق کوئی سوال نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس دن ہر شخص کی حالت اس کے دوست کو دکھادی جائے گی۔ اس دن مجرم خواہش کرے گا کہ کاش وہ آج کے دن اپنے بیٹوں' اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی' اور اپنے اس قبیلہ کے ذریعہ سے جس کی طرف وہ پناہ لیا کرتا تھا۔ اور دنیا میں جو کچھ بھی ہے اس کی قربانی سے اپنے آپ کو عذاب سے بچالے۔

(اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

''یعنی ایسی ایجادیں نکل آئیں گی جیسے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کہ جن کے گرنے سے پہاڑوں جیسی مضبوط چیز بھی روئی کے گالوں کی طرح اڑ جائے گی۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب Atomic Warfare ہو تو اس وقت یہ ممکن ہے کہ اَلسَّمَآءُ كَالْمُهْلِ دکھائی دے۔۔۔ وہ ایسا وقت ہو گا جب کوئی کسی گہرے دوست کو بھی نہیں پوچھے گا۔۔۔ Radiation کا عذاب اتنی خوفناک چیز ہے۔ اب تک جہاں جہاں یہ تجربے ہوئے ہیں، وہاں لازماً یہی باتیں دکھائی دی ہیں کہ عورتیں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں اور Atomic Warfare یا Radiation سے اتنی خوفناک گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ اگر اس وقت ان کو پوچھا جائے تو وہ اپنے بچوں کو قربان کر کے بھی اس مصیبت سے بچنے کی کوشش کریں۔

(ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 293۔34 منٹ:35 سیکنڈ)

احادیث میں پائی جانے والی پیشگوئیاں:

آخری زمانہ میں جنگوں کا نقشہ آنحضرت ﷺ نے بھی کھینچا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے:

''سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صُلْحًا آمِنًا وَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ، فَتُنْصَرُونَ وَتَغْنَمُونَ وَتَسْلَمُونَ، ثُمَّ تَرْجِعُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلُولٍ، فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيبَ فَيَقُولُ: غَلَبَ الصَّلِيبُ، فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَدُقُّهُ، فَعِنْدَ ذَلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ.''

(سنن أبي داود۔ کتاب الملاحم۔ باب في صلح الروم۔ حدیث نمبر 4292)

ترجمہ: عنقریب تم رومیوں کے ساتھ پُر امن صلح کروگے اور ان کے ساتھ مل کر ایک دشمن سے جنگ کروگے، جو ان کے پار رہتا ہو گا اور تم لوگ ان پر غالب آجاؤ گے، تمہیں غنیمت بھی حاصل ہو گی، تم سلامت بھی رہوگے۔ پھر تم وہاں سے واپس آؤ گے اور ٹیلوں والے ایک میدان میں پڑاؤ کروگے، تو عیسائیوں میں سے ایک شخص صلیب کو بلند کرکے یہ کہے گا: صلیب غالب آگئی، تو ایک مسلمان غصے میں آجائے گا، وہ اسے قتل کردے گا اس وقت رومی معاہدے کی خلاف ورزی کریں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔

ان فتنوں سے بچنے کا طریق

اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ قرآن پاک میں جہاں خدائے قہار نے انذار بیان فرمائے ہیں وہاں تباہ کن حالات میں اپنا دفاع کرنے کے طریقوں کی خوشخبریاں بھی عطا کی ہیں۔ چنانچہ سورۃ القارعہ کی آیات 7 تا 8 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اس وقت جس کے (اعمال کے) پلڑے بھاری ہوں گے۔ وہ تو (بہترین اور) پسندیدہ حالت میں ہو گا۔“

(اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

پھر سورۃ الرحمٰن کی آیت 47 میں فرمایا:

اور جو شخص اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں مقرر ہیں (دنیوی بھی اور اُخروی بھی)۔

(اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

اور سورۃ المعارج کی آیات 35 تا 36 میں فرمایا:

”اور وہ لوگ بھی جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ جنتوں میں اعزاز کے ساتھ رکھے جائیں گے۔“

(سورت المعارج: 35 تا 36۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جنگوں کی اس آگ سے بچنے کا طریق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے خاص فضل سے ہمیں نیک اعمال بجالانے، اپنی رضا کی راہوں پر چلنے اور تقویٰ سے اپنی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا کرے اور آخری زمانہ کی جنگوں کی تباہ کاریوں سے ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

امن کی اہمیت

جنگ کے مضر اثرات اور مستقبل کی تعمیر

(ہبۃ الاعلیٰ شاہ۔Worcester Park)

امن کی اہمیت

امن کسی بھی معاشرہ یا سماج کی اس کیفیت کا نام ہے جہاں تمام معاملاتِ زندگی کسی اختلاف یا تشدد کے بغیر چل رہے ہوں۔ جہاں پر آپس میں تعلقات، خواہ وہ بین الاقوامی ہوں یا بین الانسانی، صحت مند اور مثبت ہوں۔ ہر معاشرے کی اقتصادی اور سماجی ترقی کے لیے قیامِ امن لازمی ہے۔ قرآن پاک بغیر وجہ کے جنگ، قتال اور لڑائی جھگڑے کی ممانعت کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِنِ اعۡتَزَلُوۡكُمۡ فَلَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ وَاَلۡقَوۡا اِلَيۡكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَـكُمۡ عَلَيۡهِمۡ سَبِيۡلًا ﴿۹۱﴾

پس اگر وہ تم سے الگ رہیں، پھر تم سے قتال نہ کریں اور تمہیں امن کا پیغام دیں تو پھر اللہ نے تمہیں ان کے خلاف کوئی جواز نہیں بخشا۔

(سورۃ النساء:91۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

یہاں جہاد اور جنگ میں فرق کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ جہاد خصوصاً اللہ کی راہ میں اور عدل و انصاف کے نفاذ کے لیے اللہ کے حکم سے کیا جاتا ہے جبکہ جنگیں اکثر سیاسی یا اقتصادی مقاصد حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے جن کی وجہ عموماً لالچ ہوتی ہے۔ جہاد کے نتیجہ میں عوام الناس کے لیے پُر امن معاشرہ قائم ہوتا ہے جبکہ جنگیں ایک پُر امن معاشرہ میں بے چینی، بے یقینی اور تباہی کی فضا پیدا کر دیتی ہیں۔

کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لیے اس میں امن کا قیام لازمی ہے۔ امن و امان کے بغیر کوئی بھی اقتصادی ترقی اور خوشحالی نا ممکن ہے۔ ایک پُر امن معاشرہ ہی بہترین مستقبل کا ضامن بن سکتا ہے۔ نہ صرف انسان بلکہ جانور اور پودے بھی پُر امن ماحول میں بہتر نشو نما پاتے ہیں۔

جب 2020ء میں Lockdowns کی وجہ سے بہت سے علاقوں میں جنگ بندی تھی تو وہاں ایسے نباتات اور حیوانات واپس آ گئے جو ناپید ہو رہے تھے۔

(https://xploreourplanet.com/news/covid-animals)

اسی طرح آج کل خوشحال ممالک کی حکومتیں اسائلم لینے والوں اور پناہ گزینوں سے متعلقہ دیگر کئی مسائل سے دوچار ہیں۔ دیکھا جائے تو اگر دنیا میں ہر طرف امن وامان ہو تو کوئی اپنا ملک اور گھر چھوڑ کر دوسری جگہ کیوں کر جائے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات ہر سطح پر امن کے قیام کو فروغ دینے پر زور دیتی ہیں۔

جنگ کے مضر اثرات

اگر دنیا کے حالات کا جائزہ لیں تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ ممالک جہاں جنگ یا فتنہ وفساد کی کوئی بھی شکل موجود ہے، وہی ممالک زبوں حالی کا شکار ہیں۔ اگر کوئی شہر جنگ کے فتنے سے دوچار ہے تو نہ وہاں روزمرہ زندگی کے معاملات چل سکتے ہیں، نہ کوئی سماجی ترقی ہو سکتی ہے اور نہ ہی آنے والی نسلوں کی پرورش کے لیے سکول اور تعلیمی ادارے پنپ سکتے ہیں۔

وہ جگہ جہاں چار سو موت کا خوف ہو، بھوک اور افلاس کا ڈیرہ ہو، جہاں رات کی نیند اور دن کا چین نہ ہو، صحت وصفائی ہو نہ اسکول نہ ہی ہسپتال ہوں، جہاں بچے کھیل کود نہ سکتے ہوں اور انسان قدرتی حسن سے لطف اندوز نہ ہو سکتے ہوں تو وہاں انسانوں کی ذہنی اور بدنی کیفیت تباہ ہوتے ہوتے اتنی بگڑ جاتی ہے کہ پورا معاشرہ اور ملک تباہی کی گہری ترین کھائیوں میں گرتا چلا جاتا ہے۔

پھر جنگ کے فتنے کی دہشت صرف وقتی نہیں ہوتی بلکہ جانی اور مالی نقصان کے ساتھ ذہنی بیماریاں بھی عام زندگی میں شامل ہو جاتی ہیں۔ جن لوگوں کے پیارے ان کے سامنے چھین لیے جائیں اور خاندان کا نظام درہم برہم ہو جائے وہ آنے والے وقتوں میں نئے خاندان بنانے کے قابل ہی نہیں رہتے۔ جب لوگ شدید صدمے سے گزرتے ہیں تو اُن کے ذہن میں Trauma جگہ لے لیتا ہے۔ یہ Trauma کئی بار نسل در نسل بھی منتقل ہوتا رہتا ہے۔

اگر تقسیمِ ہند کی مثال لیں تو کئی ایسے گھر اور خاندان ہیں جو آج تک اس جنگ کے مضر اثرات سے گزر رہے ہیں۔ اپنا بنا بنایا گھر چھوٹ جانا، اپنا علاقہ چھوٹ جانا، ہر طرف خون خرابہ اور تکلیف دیکھنا انسان کو نااُمید کر دیتا ہے۔

اسی طرح اگر ہیروشیما اور ناگاساکی کی مثال دیکھیں تو وہاں کی آب وہوا میں اب تک Radiation Poisoning کے اثرات شامل ہیں۔ جاپان میں وہ لوگ جو ایٹمی دھماکے سے بچ گئے تھے اُن کو Hibakusha کہا جاتا ہے۔ ان سب لوگوں کو کسی نہ کسی طرح کی جسمانی تکلیف لاحق تھی۔ اور کچھ نہیں تو خاندان کی جدائی اور اُن کے رشتہ داروں کا وفات پا جانا ہی انتہائی تکلیف دہ واقعات تھے۔

اس وقت جو حالات فلسطین اور یوکرین میں ہیں، وہاں لوگ زندہ تو ہیں لیکن خوشحالی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ ایسے علاقوں سے تو چرند پرند تک کوچ کر جاتے ہیں۔ جنگ کی تباہ کاریوں کی وجہ سے کوئی ہریالی یا سایہ دار درخت بھی نظر نہیں آتے۔ ایک چھوٹی سی مثال ہے کہ زیتون کا درخت آٹھ سال کے بعد پھل دینے کے قابل ہوتا ہے لیکن دہشت گردانہ حملے پورے کے پورے باغات اُجاڑ دینے میں ایک لمحہ نہیں لگاتے۔ اسی طرح سکول، ہسپتال، گھر وغیرہ، یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو دنوں میں نہیں بنتیں بلکہ کئی سال لگ جاتے ہیں لیکن تباہ کرنے میں منٹ بھی نہیں لگتے۔

جدید مگر خوفناک

انسان نے اپنے دفاع کے نام پر اتنا اسلحہ اور مشینیں بنالی ہیں جو شہروں کے شہر تباہ کر سکتی ہیں۔ پہلے وقتوں کی جنگوں میں ایٹم بم، میزائل اور ڈرون حملے شامل نہیں ہوتے تھے۔ اب صرف ایک بٹن دبانے سے شہر تو شہر پوری نسلیں تباہ ہو سکتی ہیں۔

آج کل تقریباً ہر خطے میں ممالک کے پاس ایٹمی قوت موجود ہے جو کہ نہایت خوفناک مسئلہ ہے۔ ایٹمی قوت ملک کے دفاع کے لیے اچھی چیز ہے لیکن ممالک کے حکمران اگر بیوقوف یا لالچی ہوں تو بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔ اگر یہ جنگ شروع ہو گئی تو اس کے ثانوی اثرات بھی طویل مدتی ہوں گے جیسے جوہری حملے کے بعد موسم سرما کتنا شدید ہو گا، کیا زندہ بچ جانے والے جدید تہذیب کی کوئی جھلک بر قرار رکھنے کے قابل ہوں گے؟ اگر تہذیب مکمل طور پر ختم ہو جائے تو کیا زندہ بچ جانے والے یا ان کی اولاد اسے دوبارہ تعمیر کر پائے گی؟ یہ تمام عوامل ایٹمی جنگ کی وجہ سے ہونے والے طویل مدتی نقصانات کا تعین کرتے ہیں۔

کوئی بھی جوہری جنگ خواہ وہ کتنی 'چھوٹی' کیوں نہ ہو، متاثرہ علاقوں کے لیے تباہ کن ثابت ہو گی۔ تاہم جو چیز جوہری ہتھیاروں کو اتنا پریشان کن بناتی ہے وہ ایک دھماکے سے ہونے والا نقصان نہیں۔ یہ نقصان اپنے طور پر بہت بڑا ہو سکتا ہے لیکن اس کا موازنہ روایتی، غیر جوہری دھماکہ خیز مواد سے نہیں کیا جا سکتا۔

(https://www.bbc.com/urdu/magazine-60705639)

مستقبل کی تعمیر

اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے معاشرہ شدید جنگ کی صورت میں بھی زندگی کی بقاء کو یقینی بناتا ہے۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد جب لشکرِ اُسامہ کو حضرت ابو بکرؓ کے حکم کے مطابق جُرف کے مقام پر اکٹھا کیا گیا تو حضرت ابو بکرؓ خود وہاں تشریف لے گئے۔ آپؓ نے وہاں جا کر لشکر کا جائزہ لیا اور اس کو ترتیب دی اور جنگ کے کچھ اصول سکھائے۔ ان میں سے ایک پھل دار درخت اور کھڑی فصل کو نقصان نہ پہنچانا بھی تھا۔

(خطبہ جمعہ 28/06/2019)

یہ اتنی باریک بات ہے کہ اگر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کے اثرات کتنے دیرپا ہوتے ہیں۔ایک گروہ کا جس میں بچے، بوڑھے اور عورتیں بھی شامل ہیں اگر اُن کا کھانا ہی تباہ کر دیا جائے تو اسلحہ کی ضرورت ہی کہاں رہ جاتی ہے۔ ایک پورا معاشرہ بھوک کا شکار ہو کر تباہ ہو جاتا ہے۔

شاید انسان کے ذہن کے کسی پنہاں گوشے میں یہ یقین موجود ہے کہ یہ دنیا مکمل تباہ ہو سکتی ہے شاید اسی یقین کے پیش نظر انٹارکٹکا میں ایک Seed Bank بنایا گیا ہے جہاں دنیا بھر میں اُگنے والے پھول، پودوں، فصلوں وغیرہ کے مختلف انواع و اقسام کے بیج محفوظ کیے گئے ہیں۔

www.croptrust.org/what-we-do/programs/svalbard-global-seed-vault/#:~:text=The%20Seed%20Vault%20safeguards%20duplicates,of%20our%20future%20food%20supply.

مستقبل کی تعمیر کے لیے یہ بات سمجھنا اشَّد ضروری ہے کہ فتنہ اور فساد وقتی طور پر طاقتور کو فائدہ دیتا ہے لیکن مستقبل میں اس کے مضر اثرات سب پر یکساں نظر آتے ہیں۔ جہاں امن ہو گا وہاں انسان، حیوان اور آب و ہوا سب خوشحال ہوں گے۔ اللہ دنیا کے حکمرانوں کو ہدایت دے اور تمام انسانوں کو جنگ کے فتنے سے اپنی امان میں رکھے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السَّلام فرماتے ہیں:

”میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے۔۔۔ خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آ جائے گا جو قیامت کا نمونہ ہے۔ تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں کہ ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۰۰،۱۹۹)

معزز قارئین کے لیے ایک سلسلہ

فرشتوں سے ملاقات

ہم اکثر جب کسی مسئلہ میں پھنس جاتے ہیں تو پہلے سے بڑھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اس وقت خوب گریہ و زاری کا موقع ملتا ہے۔ پھر پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست بھی کرتے ہیں۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے رجوع برحمت ہوتا ہے اور ہمیں اس پریشانی یا مسئلہ سے نجات مل جاتی ہے۔ بعض اوقات کوئی ہماری مدد کو آجاتا ہے، جسکے متعلق ہمیں یقین ہوتا ہے کہ وہ غیبی مدد ہی تھی۔

اگر آپ کے ساتھ کبھی ایسا ہوا ہے تو ہمیں لکھ بھیجیں، جو دوسری بہنوں کے لیے بھی ازدیاد ایمان کا باعث ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

فرشتوں سے ملاقات۔۔

جنگ اور جنگ کی خوفناک یادیں!

(صفیہ بشیر سامی۔Worcester Park)

آج سے سالوں پہلے جب میری عمر تقریباً آٹھ سال ہوگی۔14 اگست 1947ء پُرانے دنوں کی دُھندلی دُھندلی یادیں آج بھی میرے ذہن میں باقی ہیں۔ یہ دھندلی یادیں بھی نہایت خوفناک اور تکلیف دہ ہیں۔ میں نے لُوٹ مار، قتل وغارت اور آتشزدگی کے بہت سے واقعات دیکھے ہیں۔ جن بچوں نے یہاں یوکے میں آنکھ کھولی ہے وہ پاکستان کی اہمیت کو نہیں جانتے۔ میں جس نے ہر ہر قدم پر لاشیں دیکھی ہیں اور پاکستان کو بنتے دیکھا ہے اُس کی اہمیت اور قدر بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔ آج بھی ربوہ اور پاکستان میرے دل میں بستا ہے، اگرچہ اب میری اپنی بھی پوری زندگی پاکستان سے باہر ہی گزری ہے، مگر اپنے ملک کی محبت دل میں ابھی بھی بھری ہوئی ہے۔

بہت بار پہلے یہ بات لکھ چکی ہوں لیکن پھر بھی نئے پڑھنے والوں کے لیے لکھتی ہوں کہ میرا بچپن دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ تقریباً دوسال کی عمر میں اپنی تائی اماں کی گود میں چلی گئی تھی جن کی کوئی اپنی اولاد نہیں تھی۔ میری اُمی اور تایاتائی سب ایک جوائنٹ فیملی میں رہتے تھے تو کوئی فرق نہیں ہوتا تھا کہ میں گھر میں کس کے پاس ہوں۔ پھر یہاں تک ہوگیا تھا کہ میری اپنی اُمی جان جہاں میرے اباجان کی نوکری ہوتی وہ چلی جاتیں مگر میں اپنی تائی اماں کے ساتھ ہی ہوتی۔ اسی طرح جب پارٹیشن ہوئی تو میرے اباجان فیروزپور میں، میری اُمی جان تین بہنوں کے ساتھ قادیان اور میں اپنی تائی اماں کے ساتھ لدھیانہ میں تھی۔

لدھیانہ میں اس وقت گھر میں ہم تین لوگ تھے۔ میرے چھوٹے چچا منظور جن کی عمر اُس وقت 22 سال تھی اور میری تائی اماں تھیں۔ باقی گھر کے تمام مرد بہت پہلے سے ایسٹ افریقہ نیروبی میں تھے۔ میں اپنی تائی اماں کو اماں کہہ کر ہی بلاتی تھی کیونکہ اُن کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی تو وہ اپنی تمام محبتیں مجھ پر ہی نچھاور کرتی تھیں۔ پارٹیشن سے پہلے کوئی عورت مانگنے والی آئی تو میری اماں نے کہا بیٹی اس کو پیسے دو۔ یہ مہاجر ہیں ان کے پاس گھر نہیں۔ میری سمجھ سے باہر تھا کہ مہاجر کیا ہوتے ہیں اور کیوں ان کے پاس گھر نہیں ہے۔ کچھ ہی عرصہ بعد میری اماں نے کہنا شروع کردیا کہ بیٹی ہم پاکستان چلے جائیں گے۔ انڈیا انگریزوں سے آزاد ہوجائے گا۔ کرفیو لگنے شروع ہوگئے۔ میری اماں ہر وقت مجھے اپنے سینے سے لگائے رکھتی۔ ایک دن اچانک میرے چچا منظور نے ہمیں گھر سے بھاگنے کے لیے کہا کہ شرپسند آ گئے ہیں اور اس علاقہ پر حملہ ہوگیا ہے۔ جلدی جلدی بھاگو۔ ہم جیسے تھے جو چیز جہاں پڑی تھی ویسے ہی چھوڑی اور ایک چھت سے دوسری پر پھلانگتے ہوئے ہم سات آٹھ گلیاں جب گزر چکے تب جانے کس نے ہمیں دوبارہ واپس گھر جانے کے لیے کہا۔ ہم پھر اُسی طرح دیواریں پھلانگتے ہوئے واپس اپنے گھر آئے تو میری اماں نے وہ جو میری تھیلی میں پیسے جمع کیے ہوئے

تھے اور میری چاندی کی پازیب جو عید کے لیے بنوائی ہوئی تھی اٹھائی۔ ابھی میری اماں آگے بڑھنے ہی والی تھیں کہ میرے چچانے پھر میرا اور میری اماں کا ہاتھ پکڑا اور پھر اُنہی راستوں پر دوبارہ بھاگے کہ اب واقعی شر پسندوں نے ہلہ بول دیا تھا۔ہم لاشوں کے بازار سے گزرتے ہوئے کسی محفوظ جگہ کی تلاش میں بھاگ رہے تھے ۔ یوں بھاگتے بھاگتے ہم اپنے اباجان کی پھوپھی کے گھر پہنچ گئے۔ ہمارے علاوہ اور بھی ہمارے رشتہ دار وہاں پہنچ چکے تھے شاید کہ وہ کچھ محفوظ جگہ ہوگی۔ لیکن سب کو اپنی اپنی فکر تھی۔ اُس وقت کوئی کسی کا ہمدرد نہیں تھا بلکہ ہر کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہا تھا، ایک میں تھی جس کا ہاتھ مضبوطی سے میری اماں نے پکڑا ہوا تھا۔ اُس مشکل گھڑی میں یہ دعا مجھے سکھائی جو آج میں جب پڑھتی ہوں تو اپنی اماں کے لیے دعا کرتی ہوں۔ وہ دعا یہ ہے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔
میں یقیناً ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔

(سورۃ الانبیاء:88۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

ہم ایک آن میں گھر والے ہونے کے باوجود مہاجر ہو گئے۔ اب اُس مانگنے والی عورت کی طرح ہمارے پاس بھی گھر نہیں تھا۔ ہم بھی اُن مہاجروں تک پہنچ چکے تھے جو کیمپ میں رہتے تھے اور اب ہم سب قافلہ کی صورت میں پاکستان جانے کی انتظار میں تھے۔ مجھے نہیں یاد کہ ہم کتنے روز اُس کیمپ میں رہے مگر یہ ضرور یاد ہے کہ وہ بہت خوفناک گھڑیاں تھیں۔ آج بھی آنکھیں بند کروں تو اُن سرچ لائٹوں کی روشنیاں دیکھ سکتی ہوں جو رات بھر ہمارے اُوپر ڈالی جاتی تھیں اور ہر تھوڑی دیر بعد یہ آواز آتی کہ ہوشیار شر پسند آگئے ہیں اور سب ڈر کے مارے ایک دوسرے کے ساتھ لپٹ جاتے تھے۔ اُن دنوں کی وہی دُھندلی دُھندلی خوفناک یادیں میرے ذہن میں باقی ہیں۔ آخر وہ گھڑی آگئی جب ہمیں ٹرین میں بیٹھ کر پاکستان جانا تھا۔ وہ یاد آج تک میرے ذہن پر نقش ہے۔ ایک ٹرین اور بھیڑ بکریوں کی طرح بھرے ہوئے ہزاروں لوگ۔ رونے کی آوازیں، لڑائی، دھکم پیل، ہنگامہ شور، ایک دوسرے سے بچھڑے ہوئے لوگ۔ ہم بھی ایک دوسرے کا مضبوطی سے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اس خوف سے کہ ہم بچھڑ نہ جائیں اور ٹرین میں جگہ بھی مل جائے۔ موقع اور جگہ دیکھ کر میرے چچانے مجھے اور میری اماں کو زبردستی ٹرین کے ڈبہ میں دھکا دیا جہاں پہلے ہی لوگ ایک دوسرے کے اُوپر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم ماں بیٹی بھی اُن میں شامل ہوگئے۔ مجھے اُوپر سامان والی برتھ پر جگہ ملی جہاں مجھے اٹکا دیا گیا اور پورے راستہ میری اماں نے مجھے ہاتھوں کے سہارے سے سنبھالے رکھا۔ اب بھوک کے مارے میرا بُرا حال تھا اور کچھ لوگ اپنے بچوں کو کھانا دے رہے تھے۔ (آج بھی مجھے اپنی للچائی ہوئی نظروں پر ہنسی آتی ہے کہ میں اُن کھانے والوں کو کیسے دیکھ رہی تھی) اور میری اماں کی آنکھوں میں آنسو نہیں تھم رہے تھے کہ اُس کی نازوں میں پلی بیٹی جس کے لیے وہ ہر لمحہ اُس کی خوشی اور خواہش پوری کرنے کے لیے تیار رہتی وہ لوگوں کے کھانے کو حسرت سے دیکھ رہی ہے۔ وہ صبر آزما وقت بھی گزر گیا۔

میرے چچا جان نے بھی بہت مشکل حالت میں سفر طے کیا ٹرین کے دو ڈبوں کو جہاں جوڑا جاتا ہے اُس خطرناک جگہ بیٹھ کر آئے۔ ذرا سے جھٹکے سے لوگ وہاں سے گر کر ٹرین کے نیچے آجاتے تھے۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں رکھا۔ یاد نہیں سفر میں کتنا وقت لگا ہوگا مگر اپنی اماں کے چہرے پر خوشی اور لوگوں کے پُرجوش نعروں سے پتہ لگا کہ ہم اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ چکے ہیں۔

سٹیشن پر جب گاڑی رُکی تو ہم غم کے ماروں کو جو سب سے پہلے خوشی ملی وہ یہ تھی کہ میرے ابا جان وہاں موجود تھے۔

میرے ابا جان اُن دنوں فیروزپور میں کام کرتے تھے۔ جیسے ہی حالات خراب ہوئے وہ سب سے پہلے لاہور پہنچ گئے۔ ہم سے پہلے ہمارے بڑے تایا جی بھی لاہور پہنچ گئے اور ایک مکان لے لیا جہاں پھر ہم سب، جو بھی لُٹ لُٹا کر آتا سیدھا اُس گھر میں پہنچتا۔ بعد میں سب اپنا اپنا ٹھکانہ بنا لیتے۔ اس طرح وہ ہر گاڑی کو جو بھی فیملی کے لوگ لٹے پٹے آتے اُن کو ڈھونڈ کر جو گھر لیا ہوا تھا وہاں لے کر جاتے اور آج ہم اُنہیں مل گئے۔ الحمدللہ

پہلے بتا چکی ہوں کہ پارٹیشن کے وقت تقریباً میں آٹھ سال کی تھی میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں اور ساتھ اپنی تائی اماں اور چچا کا بھی کہ آج جو میری زندگی ہے وہ اللہ کے فضل کے بعد اُن دو محترم اور فرشتہ صفت ہستیوں کی وجہ سے ہے۔ اُن دونوں نے بڑی جانفشانی اور پیار سے میری حفاظت کی جس کی وجہ سے آج میں زندہ ہوں ورنہ تو ہر کوئی اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا۔ قدم قدم پر بچوں اور بڑوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ میری اماں جن کے ساتھ میرا کوئی خونی رشتہ بھی نہیں تھا وہ پنجاب کی نہیں بلکہ پانی پت کرنال کی رہنے والی تھیں۔ چاہتیں تو اپنی جان بچا کر بھاگ جاتیں مگر اُنہوں نے اس پیار کے رشتے کی حفاظت کی اور اپنی جان سے بڑھ کر کی۔ بچپن میں تو ایسی باتوں کا احساس نہیں ہوتا لیکن آج سوچتی ہوں تو ہر پل اپنی اماں کے لیے دعا گو ہوں۔ اپنے چچا کے لیے بھی دل سے دعا کرتی ہوں۔

جنگ کی بات کر رہے ہیں تو آج جب میں فلسطین اور دوسرے ممالک کی خبریں دیکھتی ہوں یا اُن عورتوں اور بچوں کو جو بے یارو مددگار کیمپوں میں پناہ گزین ہیں تو آنکھوں کے سامنے میرا اپنا بچپن آجاتا ہے۔

ایسے لگتا ہے جیسے میں ہی وہاں ہوں۔ اُن لوگوں کے لیے بہت دعا کرتی ہوں اللہ پاک سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور دنیا میں امن و امان قائم ہو جائے۔ آمین

پارٹیشن کے بعد میری اماں اور چچا جان منظور دونوں ہی افریقہ چلے گئے کیونکہ میرے تایا جی وہاں مقیم تھے۔ میری اپنی اماں سے جدائی بھی بہت تکلیف دہ تھی۔ یہ ایک الگ کہانی ہے۔ مگر یہ زندگی کے رُخ ہیں جو ہمیں دیکھنے پڑتے ہیں۔ اپنے وطن پاکستان میں اپنی اُمی جان اور بہن بھائیوں کے پاس آکر بھی بہت خوشیاں ملیں۔ الحمدللہ

آخر میں یہی کہوں گی کہ حکمران تو طاقت کے گھمنڈ میں جنگ کا فیصلہ کر لیتے ہیں مگر تکلیف سے تو عام انسانوں کو گذرنا پڑتا ہے جس کی خوفناک یادیں برسوں گذرنے کے بعد بھی ذہن سے محو نہیں ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا کو عقل اور سمجھ عطا کرے۔ آمین۔

انسانی نفسیات پر جنگ کے اثرات

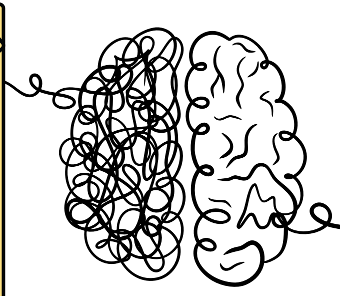

(ڈاکٹر امۃ الحیٰ خالد۔Scunthorpe)

تاریخِ عالم میں قیامِ امن کے لیے یا دشمن کو شکست دینے کے لیے جنگوں کی بے انتہا مثالیں پائی جاتی ہیں۔ جنگ میں حصہ لینے والوں کو اپنی جان قربان کرنے کے لیے جس طرح تیار کیا جاتا ہے وہ اپنی ذات میں ایک وسیع مضمون ہے مگر آج ہم جنگوں کے ایک ایسے پہلو پر نظر ڈالیں گے جس کا تعلق عوام الناس سے ہے۔ اس مضمون میں یہ بات کی جائے گی کہ کس طرح جنگ عام شہریوں کی ذہنی حالت پر اثر انداز ہوتی ہے اور متاثرہ افراد کی کیا مدد کی جاسکتی ہے نیز اسلامی تعلیمات ہمیں اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے کیا راہنمائی پیش کرتی ہیں۔

جنگ یا حادثہ کا انسان کی ذہنی حالت پر اثر

انسانی جسم مختلف طریقوں سے stress یعنی تناؤ پر ردِّ عمل ظاہر کرتا ہے۔ کبھی تو وہ اپنی حالت پر قابو پالیتا ہے لیکن اگر یہ تناؤ حد سے بڑھ جائے تو صدمے کی ایک خاص شکل اختیار کرلیتا ہے جسے میڈیکل کی زبان میں پی ٹی ایس ڈی (PTSD) یعنی Post Traumatic Stress Disorder کہتے ہیں۔ جنگ میں شامل ہونے والے فوجیوں میں یہ حالت بہت عام پائی جاتی ہے۔ تاہم دیکھا گیا ہے کہ فوجی نوجوان عموماً جلد اس کیفیت سے نجات پالیتے ہیں۔ جنگ کے اثرات کی وجہ سے فوجیوں کے علاوہ بچے، بوڑھے، عورتیں اور نوجوان بھی پی ٹی ایس ڈی کا شکار ہوسکتے ہیں۔

پی ٹی ایس ڈی کیا ہے؟

PTSD ایک ذہنی کیفیت ہے۔ انسان زیادہ تر اس کیفیت کا شکار اس وقت ہوتا ہے جب وہ ذہنی طور پر کسی صدمے یا حادثے وغیرہ کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اس کی علامات میں flash back، ڈراؤنے خواب، شدید بے چینی، نیند کا نہ آنا یا نیند کے اوقات میں تبدیلی، پریشان کُن خیالات کا پیدا ہونا اور خوف ناک حادثہ کا کچھ اہم حصّہ بھول جانا شامل ہے۔ ماضی میں پی ٹی ایس ڈی کو بہت سے ناموں سے جانا جاتا رہا ہے مثلاً "شیل شاک"(shell shock)، "سولجرز ہارٹ"(soldiers heart) اور "وار نیوروسز"(war neurosis) وغیرہ۔ جبکہ دوسری جنگِ عظیم کے زمانے میں اس کو "جنگی تھکاوٹ" کا نام دیا گیا تھا۔

سوشل میڈیا وار Social media war کیا ہے؟

حال ہی میں یوکرین کی جنگ کے نتیجے میں ہونے والی تباہ کاریوں اور پر تشدد واقعات کی تصاویر اور ویڈیوز سوشل میڈیا پلیٹ فارمز جیسے ٹویٹر، ٹِک ٹاک اور انسٹاگرام پر نشر کی گئیں۔ یہ ویڈیوز پوری دنیا میں بہت وائرل ہوئیں اور ایک تجزیہ کے مطابق ایک دن میں 600 ملین لوگوں نے یہ ویڈیوز دیکھیں۔ اس کو سوشل میڈیا وار کہتے ہیں۔ اس قسم کی ویڈیوز اور تصاویر لوگوں کے نفسیات اور خاص کر عورتوں، بچوں اور حاملہ خواتین پر بہت اثر انداز ہوتی ہیں۔

-https://healthcare.utah.edu/hmhi/news/2022/03/mental-health-effects-of-war-backed science#:~:text=The%20World%20Health%20Organization%20(WHO,.%22%20Depression%2C%20)anxiety%2C%20and

پی ٹی ایس ڈی کی وجہ سے دماغ میں پیدا ہونے والی تبدیلی

ایک تحقیق کے مطابق انسانی دماغ میں پی ٹی ایس ڈی کے نتیجے میں دماغ کے بہت ہی کار آمد حصوں Hippocampus اور Medial Prefrontal Cortex کے حجم میں کمی واقع ہو جاتی ہے جبکہ Anterior Cingulated Cortex اور Anterior Cingulate Cortex کی کارکردگی میں کمی اور Amygdala کی کارکردگی میں زیادتی دیکھی گئی ہے۔ دماغ کے یہ حصے عموماً قریبی اور دور کی یادداشت بنانے، اپنے جذبات پر قابو پانے، قوتِ فیصلہ، اپنا نفع یا نقصان کا اندازہ لگانے وغیرہ جیسے اہم کام سرانجام دیتے ہیں۔

(/https://pmc.ncbi.nlm.nih.gov/articles/PMC3181836)

آیئے اب ہم مختلف طبقات زندگی کی نفسیات پر جنگ کے اثرات کا ذکر کرتے ہیں۔

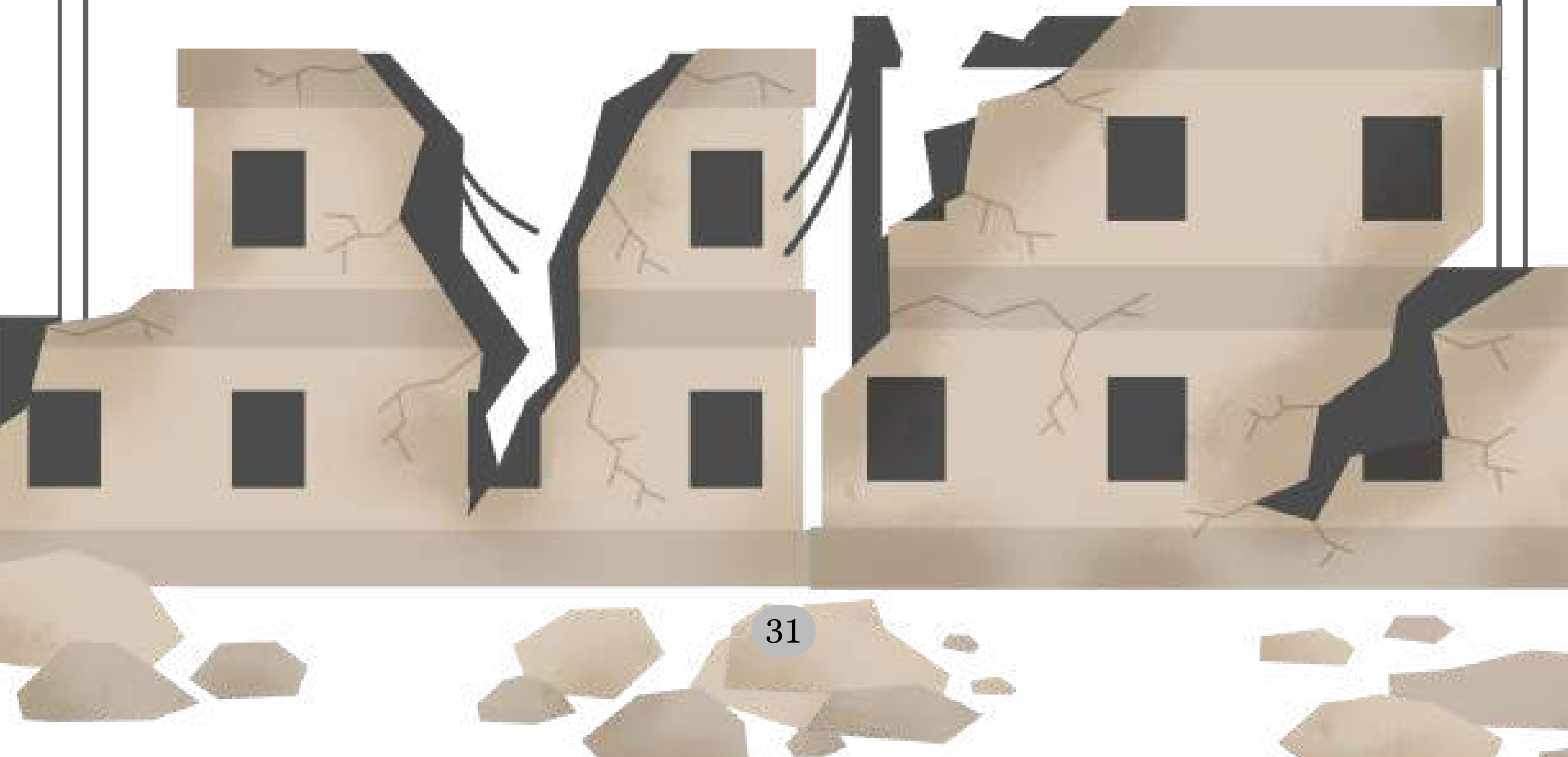

بچوں کی نفسیات پر جنگ کے اثرات

جنگ کے مختلف عوامل جیسے جنگ سے پیدا ہونے والا خوف، بے گھر ہو جانا، ماں باپ سے الگ ہو جانا، اپنے کسی قریبی کی وفات کی خبر پانا، اپنے دوستوں اور سکول سے بچھڑ جانا، قحط، خوراک کی کمی، علاج کی کمی، جنسی تشدد کا شکار ہو جانا وغیرہ سے بچے بہت زیادہ پی ٹی ایس ڈی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

غزہ Ghaza کی ایک تازہ ترین تحقیق کے مطابق جنگ سے متاثرہ 500 بچوں میں بے گھر ہونے، نقصانات اور گولہ باری کے نتیجے میں مندرجہ ذیل نفسیاتی اثرات کا مشاہدہ کیا گیا:

96٪ بچے یہ خیال کرتے ہیں کہ موت بہت قریب ہے۔
92٪ بچے حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے۔
87٪ بچے شدید خوف کی علامات ظاہر کرتے ہیں۔
79٪ بچوں کو رات کو خوفناک خواب آتے ہیں۔
77٪ بچے حادثاتی واقعات کا ذکر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔
73٪ بچے رویوں میں شدّت ظاہر کرتے ہیں۔
49٪ بچے خواہش کرتے ہیں کہ وہ جنگ کی وجہ سے مر جائیں۔
اور بہت سے بچے شدید اینگزائٹی یا اضطراب اور گہری مایوسی کا اظہار کرتے ہیں۔

(https://www.warchild.org.uk/news/war-child-shares-first-study-psychological-impact-war-vulnerable-children-gaza)

بچوں میں حادثات کے کچھ ہفتوں بعد بھی کچھ خاص علامات کا مشاہدہ کیا گیا ہے جیسا کہ جھنجھلاہٹ، بچوں کی نشوونما کے مراحل میں تنزّل جیسا کہ بستر گیلا کرنا یا اندھیرے سے ڈرنا، بھوک اور کھانے پینے کی عادات میں اُتار چڑھاؤ، سر درد، نیند میں تبدیلی، جلدی ناراض ہو جانا، دوسرے بچوں کے ساتھ نہ کھیلنا یا کھیلنے کے دوران لڑنا۔

ایسے بچے کھیل کے دوران اپنے ساتھ ہونے والے واقعات کو دُہراتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایسے حالات میں کچھ بچے ان تمام حالات کا ذمہ دار اپنے آپ کو ٹھہراتے ہیں جبکہ کچھ بچے بہت زیادہ مستعد ہو جاتے ہیں اور ان میں ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ زیادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے امدادی کارروائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایسے حالات کا اثر لڑکوں اور لڑکیوں میں مختلف ہوتا ہے۔ لڑکیاں زیادہ سوال کرتی ہیں اور اپنا دُکھ زیادہ بتاتی ہیں۔

عام طور پر کسی قریبی کو کھو دینے کا شدید غم 6 ماہ سے ایک سال تک رہتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اِنسان حالات کے مطابق تھوڑا سنبھل جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ علامات دیر تک موجود رہیں تو ایسے میں آپ ان کی مدد کیسے کر سکتی ہیں ؟

بچے کو کُھل کر بات بتانے دیں کہ اس کے کیا خیالات اور جذبات ہیں اور اس کے کیا خوف ہیں اور ساتھ ساتھ اس کی بہادری پر اُس کو شاباش دیں اور اس کو احساس دلائیں کہ وہ بہت بہادر ہے۔ اُسے بولنے دیں، اُسے سوال کرنے دیں، اُس کے سوالات کے جواب دیں، کوشش کریں کہ بچے کو اس کے معمولات پر جلد واپس لائیں جیسا کہ اس کے سونے جاگنے کی روٹین، کھانے پینے کی روٹین، سکول جانے آنے کی روٹین اور اس کو انٹرنیٹ پر شئیر کیے جانے والی حادثات اور تصاویر سے بچائیں۔

نوجوانوں کی نفسیات پر جنگ کے اثرات

یوں تو نوجوان طبقہ جنگ سے پیش آنے والے مسائل کا بہت بہادری سے سامنا کرتا ہے مگر یہ بات بھولنی نہیں چاہیے کہ جنگ سے پیش آنے والے حالات کا نوجوانوں پر بھی بہت بُرا اثر پڑتا ہے جیسا کہ ان کے تعلیمی سلسلہ اور روزگار کا چھوٹ جانا۔ ایسے میں وہ مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں اور مستقبل کے بارے میں بے یقینی، اضطراب، پڑھائی میں دِل نہ لگنا، کھانے پینے اور نیند کے مسائل اور دماغی قابلیت پر اثر جیسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو بڑھتے بڑھتے پی ٹی ایس ڈی پر منتج ہو سکتی ہیں۔

جنگ سے پیدا ہونے والے قحط اور غربت کے نتیجے میں بہت سی معاشرتی بُرائیاں پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ چوری، زنا، جنسی تشدّد، جوًا اور نشے کا زیادہ استعمال وغیرہ۔ ایسے میں رونما ہونے والے واقعات کا نوجوان نسل کی ذہنی حالت پر بہت منفی اثر پڑتا ہے اور یہ اثر بہت دیر تک رہتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ایسے نوجوان ایک نارمل زندگی نہیں گزار سکتے۔

ایسے میں ان کو ایک معاون اور محفوظ ماحول فراہم کر کے نوجوانوں کی مدد کی جاسکتی ہے۔ خود زیادہ سے زیادہ پر سکون رہ کر اور ذہنی تناؤ پیدا کرنے والے عناصر یا عوامل کو کم کر کے نوجوانوں کی اضطرابی کیفیت کو سنبھالا جا سکتا ہے۔ اُن کو یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ اُن کے گھر والے اُن سے پیار کرتے ہیں اور اُن کی صحت اور خیر و عافیت کے لیے حتیّٰ الوسع کوشش کریں گے۔ اس کے علاوہ اُن سے پریشان کر دینے والے واقعات کا بار بار ذکر نہ کریں، اُن کے کسی شدید رویے پر اپنے غصّہ کا اظہار نہ کریں بلکہ پُر سکون رہیں اور اُن کو حادثات سے متعلق خبر ناموں اور تصاویر سے دور رکھیں۔

خواتین کی نفسیات پر جنگ کے اثرات

عورت معاشرے میں ایک بہت ہی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اور بعض اوقات وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے اپنی صحت کو پسِ پشت ڈال دیتی ہے۔ جنگ کے دوران دیکھا گیا ہے کہ خواتین جنگ کے زمانہ میں بہت سے تشدد کے واقعات سے گزرتی ہیں۔

خواتین کو مہاجر کیمپس میں رہنا پڑتا ہے جہاں ان کو وہ تحفّظ فراہم نہیں ہوتا جو گھر کی چار دیواری میں ہوتا ہے۔ بہت سی خواتین کو ہراساں کیا جاتا ہے۔ خواتین اپنے خاوندوں کی اچانک تقرری، روزگار ختم ہونے، خاوند کے یکدم جنگ پر چلے جانے سے یہاں تک کہ ان کی اچانک موت کی خبر ملنے وغیرہ جیسی بہت سی مشکل گھڑیوں کا سامنا کرتی ہیں۔ ان حالات میں عصمت دری اور جنسی تشدد خواتین کی مشکلات اور تکالیف میں مزید اضافہ کر دیتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ مردوں کی نسبت عورتوں میں پی ٹی ایس ڈی دوگنا پائی جاتی ہے۔

(/https://pmc.ncbi.nlm.nih.gov/articles/PMC5632782)

ایسے میں معاشرے کی فرسودہ روایات، جنسی تشدد کا شکار ہونے کے بعد یا بیوہ ہو جانے کے بعد اپنا خیال نہ رکھنا، خواتین کی زنانہ بیماریوں کے دوران علاج کی غیر فراہمی، خوراک کی کمی، یہ سب باتیں ایک صنفِ نازک کو پی ٹی ایس ڈی کا شکار کر دیتی ہیں۔ اور یہ صنفِ نازک اس خوف سے کہ اُسے "نفسیاتی مریض" کا خطاب دے دیا جائے گا، اپنے جذبات اور مسائل کے بارے میں بات کرنے سے گریز کرتی ہیں۔

ایسے میں کسی متاثرہ عورت کی مدد کیسے کی جاسکتی ہے؟

یہ ضروری نہیں کہ صرف گھر کے افراد ہی کوئی مدد کر سکتے ہیں بلکہ آپ اپنے ارد گرد اگر کسی کو ایسی کیفیت میں مبتلا دیکھیں تو سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ آپ اِس کیفیت کے بارے میں علم حاصل کریں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ وہ کس طرح زیادہ مطمئن محسوس کرتی ہیں۔ اُن کی کیفیت کے بارے میں اُن سے کُریدنے، تجسّس کرنے، اُن کو مزید معلومات کے لیے مجبور کرنے کے بجائے، اُن کی بات غور سے سُنیں۔ اپنی رائے قائم کرنے کی بجائے اُن کو personal space دیں۔ اور ان کو کسی بھی پیش آنے والے واقعہ کا ذمّہ دار نہ ٹھہرائیں۔ اُن کو پریشان کر دینے والے عناصر کو کم کرنے کی کوشش کریں۔

ہم کسی بھی لجنہ ممبر کی ایسے حال میں مدد کر سکتے ہیں مثلاً ہم ان سے، اُن کی اجازت اور حالات کی نزاکت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، رابطہ میں رہ سکتے ہیں۔ ان کو اشیائے خورد و نوش مہیا کرنے میں مدد کی جاسکتی ہے یا اُن کے ڈاکٹر کے پاس جانے میں اُن کی مدد کر سکتے ہیں۔

بزرگوں کی نفسیات پر جنگ کے اثرات

بزرگ ہمارے معاشرے کا اہم حصّہ ہیں۔ بزرگ افراد عمومی طور پر اپنے پُرسکون ماحول میں مطمئن رہتے ہیں۔ جنگ کی صورت میں جب وہ بے گھر ہوتے ہیں یا ان کے کسی قریبی کی وفات یا گمشدگی کی اطلاع ان کو ملتی ہے تو وہ بے چین ہو جاتے ہیں۔

جنگ کی وجہ سے بزرگوں کی نفسیات پر اثر کی سب سے بڑی وجہ اِن کا اپنے گھر سے بے گھر ہو جانا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر وجوہات میں ان کے ساتھ کیے ظلم و تشدد کے واقعات، ان کے ساتھ سخت کلامی، ان کو ملنے والی اموات کی خبریں بھی شامل ہیں۔ زیادہ تر متاثر ہونے والے بزرگ اپنے جلدی مر جانے کی باتیں کرتے ہیں اور کچھ خود کشی کی طرف بھی مائل ہوتے ہیں۔

ایسے میں ایک عورت کیسے مدد کر سکتی ہے؟

زیادہ تر ایسے حالات میں متاثرہ بزرگ اپنے پیاروں سے الگ ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں وہ کسی انجان کے اوپر بوجھ نہیں بننا چاہتے اور بہت شرمساری محسوس کرتے ہیں۔ ایسے میں اگر آپ اُن کے ساتھ وقت گزارتے ہیں تو گویا اُن کے صحت یاب ہونے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اُن کے ساتھ اُن کی پسند کے موضوع پر گفتگو کریں مگر ان سے ماضی کی بُری یادوں کی باتیں نہ کریں، اپنے آپ کو پُر سکون رکھیں، مثبت سوچ رکھیں اور دکھ بانٹنے والی بنیں، اُن کے سوالات کے آسان جوابات دیں، اعتماد اور تحفّظ کا ایک رشتہ استوار کریں اور اُن کے علاج کے سلسلے میں اُن کی حوصلہ افزائی کریں۔

پی ٹی ایس ڈی کا علاج

اگر کسی کو کم درجہ کی پی ٹی ایس ڈی ہے یا وہ 4 ہفتوں سے کم عرصہ اس کیفیت میں رہا ہے تو اس کے لیے مریض کی ایکٹو مانیٹرنگ (active monitoring) کرنا ضروری ہے۔ اس دوران ایک ماہ میں ایک دفعہ ڈاکٹر سے رجوع کرنا ہے۔ عام طور پر 3 میں سے 2 افراد جن کو یہ کیفیت ہو وہ کچھ ہفتوں میں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اگر علاج کی ضرورت پڑے تو اس کے مختلف علاج ہیں جیسے بات چیت سے علاج (CBT, cognitive behavioural therapy)، آنکھوں کی حرکات کے ذریعے سے نفسیاتی علاج (EMDR, eye movement desensitisation and reprocessing)، اس کے علاوہ بہت سے رفاہی ادارے ہیں جو آپ کی حوصلہ افزائی اور مدد کرتے ہیں۔

اب دیکھتے ہیں کہ اس قسم کی صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے اسلام ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے:

آنحضرت ﷺ کا اپنے چچا حضرت حمزہؓ کی شہادت پر صبر اور استقلال

جب جنگِ احد میں آپ ﷺ نے اپنے پیارے چچا کی شہادت کے بعد آپؓ کی نعش کو اِس حالت میں دیکھا کہ آپ کا کلیجہ نکال کے چبایا جا چکا تھا، تو فرمایا: "اے حمزہ! تیری اِس مصیبت جیسی کوئی مصیبت مجھے کبھی بھی نہیں پہنچے گی۔ میں نے اِس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آج تک نہیں دیکھا۔" اِس غم کی حالت میں بھی آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر پاکر، آپ کی بہن حضرت صفیہؓ آپ کے کفن کے لیے دو کپڑے ہاتھ میں لیے تیزی سے شہداء کی لاشوں کی طرف بڑھیں۔ یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو کہا کہ اِن کو روکیں کیونکہ آپ ﷺ کو اچھا نہیں لگا کہ کوئی عورت لاشوں کو دیکھے۔ آپ ﷺ کا حکم پاتے ہی اطاعت کی پیکر حضرت صفیہؓ اپنے جوش اور غم کی حالت کو قابو کرتے ہوئے فوراً رُک گئیں۔

(www.alislam.org/urdu/article/حمزہ-ابن-عبد المطلب/)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی اطاعت اور صبر اور استقلال عطا فرمائے، آمین۔

حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی Virtual ملاقات میں ایک نوجوان کو نصیحت

سوال: بُری خبروں کو سُننے کے بعد یا مشکل حالات سے پیش آنے والی کیفیت پر کیسے قابو پائیں؟
جواب: حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، اللہ تعالیٰ مضبوط ایمان دے اور ہر ایک شر سے بچا کر رکھے اور

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

بھی اس کا ایک علاج ہے۔ نماز میں سجدے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری گھبراہٹ کو، میری بے چینی کو دور کرے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی دعا سکھائی ہے کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری اس پریشانی کو ڈھانپ لے۔۔۔ زیادہ سے زیادہ دُرود شریف پڑھیں اور استغفار پڑھیں تو اللہ تعالیٰ پریشانیاں دور کر دیتا ہے۔ باقی دنیا میں اُتار چڑھاؤ تو آتے رہتے ہیں۔ آدمی زندگی میں اچھی خبریں بھی سنتا ہے اور بُری خبریں بھی سنتا ہے لیکن جب اچھی خبریں سنیں تو اللہ کا شکر ادا کریں اور بُری خبریں سُنیں تو دعا بھی کریں اور صدقہ بھی دیں۔ صدقہ دینا بھی بہت ضروری ہے۔ جب آدمی صدقات دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بلاؤں کو، مشکلوں کو دور کر دیتا ہے اور پریشانیوں کو بھی دور کر دیتا ہے۔ دعا اور صدقات دو ہی کام ہیں جن کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

(https://www.youtube.com/watch?v=9N8ZdEKocsI)

Q&A with Huzoor (aba): How can I get rid of anxiety that comes from receiving bad news or facing difficulties?

اللہ کرے کہ ہم مشکل حالات کا بہادری سے سامنا کرنے والیاں، نیز پیارے آقا کی تحریک کردہ دعاؤں کا زیادہ سے زیادہ وِرد کرنے والیاں بنیں۔ آمین۔

دعا کے ساتھ تدبیر کی ضرورت

(تحسینہ کنول احمد۔Farnham)

کھڑی ہے سر پر ایک ساعت
کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتادی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

ہم آج کل دیکھتے ہیں کہ زمانہ کی ترقی کے باوجود انسانوں کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین نہیں ہے اور اگر ہے تو صرف رسمی ہے، باوجود اس کے کہ سوچیں کہ کس طرح اتنی technologyوالی چیزیں موجود ہیں، سائنس کیسے اتنی ترقی کر رہی ہے کوئی تو ذات اس کے پیچھے ہے، لیکن پھر بھی خدا سے دور ہیں۔

آخری زمانہ میں تباہیاں آئیں گی، اس کی پیشگوئیاں قرآن اور حدیث میں موجود ہیں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے وقت کے امام کو مانا ہے جس نے ہمیں ان آفات اور تباہیوں سے بچنے کے طریق بھی سکھائے ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا طریق دعا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔

(روحانی خزائن۔ جلد 19۔ کشتی نوح۔ صفحہ نمبر 22)

پس اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق قائم کرنے کے لیے دعا ضروری ہے اسی سے ساری ترقیاں اور بچاؤ کے سامان وابستہ ہیں۔

انسان کو دعا کے ساتھ تدبیر، محنت اور کوشش بھی کرنی چاہیے۔ اگر صرف دعا کرے اور تدبیر نہ کرے تو اپنی ذمہ داری سے غافل رہتا ہے۔ اور اگر تدبیر کرے اور دعا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم رہتا ہے۔ پس دونوں چیزوں کو ساتھ لے کر چلنا ضروری ہے، لیکن بہر حال دعا میں بہت طاقت ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ تو انسان کی کوشش کو دیکھتا ہے کہ میرا بندہ کتنی کوشش کر رہا ہے۔ پھر تھوڑی سی کوشش میں بھی برکت ڈال دیتا ہے۔

آج کل کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے دعا کے ساتھ تدبیر بھی کرنی چاہیے۔ مثلاً خواتین اور بچیوں کو سائیکل چلانا، تیراکی اور لکڑیوں پر کھانا بنانا وغیرہ سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ یہ صلاحیتیں مختلف چیزوں کا سامنا کرنے کے لیے تیار کرتی ہیں اور خود مختاری کو بڑھاتی ہیں۔ جنگی حالات میں ایسی جگہ جہاں وسائل کم ہو جاتے ہیں اور روزمرہ کی سہولتیں متاثر ہوتی ہیں تو پھر ان صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

سائیکل چلانا خواتین اور بچیوں کو روایتی ٹرانسپورٹ متاثر ہونے کی صورت میں آزادی دیتا ہے تاکہ وہ آسانی سے ضروری مقامات تک پہنچ سکیں، چاہے وہ پانی کی فراہمی ہو، سامان لے جانا ہو یا پھر پناہ گاہوں تک رسائی ہو۔

تیراکی ایک اہم مہارت والا کام ہے جو حادثوں سے بچاتا ہے۔ اس کے علاوہ جسمانی اور ذہنی صحت کو بہتر بنانے میں بھی مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح لکڑیوں پر کھانا بنانے جیسا ہنر سیکھ لینا بھی مفید اور ضروری ثابت ہو سکتا ہے۔ جب جنگی حالات پیدا ہو جائیں اور روزمرہ کی سہولتیں دستیاب نہ ہوں تو یہ صلاحیتیں بھی کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔

اب میں آپ کو اِس طرف متوجہ کرنا چاہتی ہوں کہ یہ تمام ہنر سیکھنے اور ان میں مہارت حاصل کرنے کے لیے دعا کے ساتھ تدبیر کی بھی ضرورت ہے۔ مثلاً اگر آپ نے پہلے کبھی سائیکل نہیں چلائی تو سب سے پہلے ایک مستحکم، مناسب سائز کی اپنے استعمال کے مطابق سائیکل خریدیں۔ اور پھر کھلی جگہ چلانے کی مشق کریں۔ اگر مدد کی ضرورت ہے تو مقامی سائکلنگ کورس کریں یا کسی ایسے شخص سے مدد لیں جو آپ کو balance کرنا، موڑنا اور رکنا سکھا دے۔ سائیکل چلانے کے ساتھ ساتھ اس کی دیکھ بھال بھی ضرور کریں جیسے ہوا بھرنا، چین کی صفائی، بریک سسٹم کا معائنہ کرنا وغیرہ۔

اسی طرح تیراکی سیکھنے کے لیے عورتوں کا گروپ بنا کر سیکھیں تاکہ اس طرح سے زیادہ سے زیادہ عورتیں اس طرح کے کورس میں شامل ہو سکیں اور پردہ بھی قائم رہے۔ بہتر ہے کہ آپ مختلف سٹروک یعنی تیراکی کے طریق سیکھیں۔ مثلاً Freestyle, Back style, Breast style and Birdfly یہ آپ کو پانی میں موثر طریقے سے حرکت کرنے میں مدد دیں گے۔ سوئمنگ پول میں سیکھنے کے بعد کھلے پانی میں بھی مشق کرنی چاہیے کیونکہ وہاں پانی کی لہریں اور حالات مختلف ہوں گے جس کی وجہ سے آپ بہتر طور پر سوئمنگ کے لیے تیار ہو سکتی ہیں۔ ایک اور چیز یہاں پر بتانا ضروری ہے کہ تیراکی کے دوران جسمانی اور دل کی صحت کو بہتر بنانے کے لیے باقاعدگی سے ورزش بھی ضرور کریں۔ اگر تیراکی نہیں آتی یا سیکھنے کی سہولت دستیاب نہیں ہے تو اپنے آپ کو صحت مند رکھنے اور دوسروں پر بوجھ بننے سے بچنے کے لیے باقاعدگی سے ورزش کریں تاکہ اگر کئی میل تک پیدل سفر کرنا پڑے تو جسم میں ہمت اور طاقت ہو۔

لکڑیوں پر کھانا بنانا کیسے سیکھ سکتے ہیں؟ اس کے لیے کیمپنگ ٹرپ پلان کیے جاسکتے ہیں اور وہاں پر پریکٹس کی جاسکتی ہے۔ یا پھر اپنے ہی گھر میں رہتے ہوئے چمنی کے پاس یا اپنے گارڈن میں بھی یہ مہارت حاصل کی جاسکتی ہے۔ ایک مرتبہ لکڑیوں پر کھانا بنائیں گے تو اندازہ ہو جائے گا کہ ایک وقت کا کھانا تیار کرنے کے لیے کتنی لکڑیاں اور وقت درکار ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے تمام احتیاطی تدابیر کو مدِ نظر رکھا جائے۔ مقامی کونسل کی اجازت، شہری آبادی میں ہمسائیوں کے آرام کا خیال رکھتے ہوئے اور قوانین کے دائرے میں رہتے ہوئے قدم اٹھائیں۔

یہ کچھ معلومات تھیں کہ آپ یہ صلاحیتیں کیسے سیکھ سکتی ہیں۔ سب سے اہم نقطہ یہی ہے کہ دعا کے ساتھ تدبیر بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین در حقیقت مذہب کی بنیاد اور روحانیت کا مرکزی نقطہ ہوتے ہیں۔ اللہ پر ایمان کے بغیر مذہب کا تصور ممکن نہیں۔ اسلام در حقیقت وہ زندہ مذہب ہے جس نے خدا تعالیٰ کے وجود کو زندہ حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے اور یہی اس کی ہستی کا ثبوت ہے کہ وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو سنتا اور ان کا جواب دیتا ہے۔ پس ہم بعض دفعہ جلد بازی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے دعا مانگی پر قبول نہیں ہوئی، لیکن اپنی حالت کو نہیں دیکھتے کہ دعا کس طرح کی۔ آیا دعا صدق دل سے کی تھی اور پھر دعا کے ساتھ محنت بھی کی؟ اور اس محنت کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ سے مانگی یا نہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام دعا کے متعلق فرماتے ہیں: ”اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لیے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بُکاء وزاری سے اس دروازے میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولیٰ کریم اس کو پاکیزگی اور طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 438۔ ایڈیشن 1984ء)

دعا کے ساتھ رعایت اسباب بھی ضروری ہے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”۔۔۔اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔“

(روحانی خزائن۔ جلد 4۔ آسمانی فیصلہ۔ صفحہ نمبر 376)

حضور اقدسؑ نے یہ ہدایت جلسہ میں شمولیت کے لیے آنے والے احباب کے لیے فرمائی تھی مگر یہ ہدایت اس بات کی اہمیت واضح کرتی ہے کہ کسی بھی کام کو سرانجام دینے کے لیے تدبیر کرنا کتنا ضروری ہے۔

اس سے صاف واضح ہے کہ اگر انسان دعا کے بعد کوشش اور محنت شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور برکت سے وہ کام آسان ہو جاتا ہے اور وقت پر فائدہ مند ثابت ہوتا ہے اور انسان مشکل سے بچ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسباب کی رعایت رکھتے ہوئے اپنا بچاؤ کرنے کی تدبیریں کرنے اور تضرعانہ دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جنگی علاقے کے لیے چند اہم تجاویز

جنگی علاقوں میں زندہ رہنے کے لیے چند اہم تجاویز پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس ضمن میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ محفوظ مقامات پر پناہ لی جائے۔ اپنے ساتھ ابتدائی طبی امداد، کھانے پینے کی چیزیں اور ضروری دستاویزات رکھیں۔ دوسروں کے ساتھ رابطے میں رہیں، افواہوں سے بچیں اور صرف معتبر ذرائع پر اعتماد کریں۔ مقامی قوانین اور ضوابط کا احترام کریں اور غیر ضروری توجہ سے بچنے کی کوشش کریں۔ یاد رکھیں، صبر اور حکمت سے کام لینا آپ کی بقاء کے لیے اہم ہو سکتا ہے۔

جنگی حالات میں کھانے پینے کی قلت اور ایندھن کی عدم دستیابی ایک عام مسئلہ ہوتا ہے۔ ایسے میں زندہ رہنے کے لیے خوراک کو بہترین طریقے سے استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے۔ آیئے جانتے ہیں کہ کم راشن میں گزارا کیسے کیا جا سکتا ہے، چند آسان ترکیبوں کے ساتھ۔ لیکن اس سے پہلے، کچھ ضروری باتیں:

راشن کا محتاط استعمال:

راشن کو حصوں میں تقسیم کر کے استعمال کریں، اور احتیاط سے محفوظ خشک جگہ رکھیں جہاں پانی اور نمی سے خراب نہ ہو۔

متوازن خوراک:

بنیادی غذائی اجزاء جیسے کاربوہائیڈریٹ، لحمیات، اور وٹامنز کو برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔

قدرتی وسائل کا استعمال:

دستیاب سبزیوں، جڑی بوٹیوں وغیرہ کو کھانے میں شامل کریں۔ اگر ممکن ہو تو سبزیاں خود لگائیں۔

کوئلوں پر پکانے کے طریقے:

کھانے کو کم ایندھن میں پکانے کے طریقے اپنائیں، جیسے کہ کوئلوں پر سینکنا، ابالنا یا بھاپ دینا۔ ایسے کھانے استعمال کریں جو فوری توانائی دیں اور جسم میں پانی کی مقدار برقرار رکھیں۔

خبردار • خبردار • خبردار •

آسان اور فوری ترکیبیں

ORS (او آر ایس)

اجزاء: 1 لیٹر صاف پانی، 6 چمچ چینی، 1 چمچ نمک

ترکیب:

تمام اجزاء کو پانی میں اچھی طرح حل کریں۔

دن بھر میں تھوڑا تھوڑا پیئیں تاکہ پانی اور نمکیات کی کمی پوری ہو سکے۔

شہد اور خشک میوہ جات کا مکسچر

اجزاء: کوئی بھی دستیاب خشک میوہ جات (جیسے بادام، کشمش، انجیر)، شہد یا چینی

ترکیب:

خشک میوہ جات کو چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹیں۔

انہیں شہد یا چینی میں ملا کر کھائیں۔

یہ فوری توانائی فراہم کرتا ہے اور زیادہ دیر تک پیٹ بھرا رکھتا ہے۔

مونگ پھلی اور کھجور کا پیسٹ

اجزاء: مونگ پھلی، کھجور، تھوڑا سا پانی

ترکیب:

مونگ پھلی اور کھجور کو پیس کر گاڑھا پیسٹ بنائیں۔

دن میں تھوڑی مقدار میں کھائیں۔

یہ بہت زیادہ توانائی اور غذائیت فراہم کرتا ہے۔

دودھ اور گلوکوز ڈرنک

اجزاء: خشک دودھ، پانی، چینی یا گلوکوز پاؤڈر، ایک چٹکی نمک

ترکیب:

خشک دودھ اور چینی یا گلوکوز کو پانی میں حل کریں۔

ایک چٹکی نمک ڈال کر اچھی طرح مکس کریں۔

یہ جسم کو توانائی اور ضروری الیکٹرولائٹس دیتا ہے۔

کوئلے پر بھنا آلو

اجزاء: آلو، نمک، مرچ، لیموں

ترکیب:

آلوؤں کو دھو کر کوئلے میں دبا دیں یا سیخ پر رکھ کر آگ پر بھونیں۔

پکنے کے بعد چھلکا اتار کر نمک لگالیں۔

اگر مرچ یا لیموں ہو تو ذائقہ بڑھ جائے گا۔

کوئلوں پر بنی چاول اور دال کی کھچڑی

اجزاء: چاول، دال، پانی، نمک

ترکیب:

چاول اور دال کو پانی میں بھگو کر نرم کریں۔

انہیں کوئلوں پر ہلکی آنچ پر پکائیں۔

نمک شامل کریں اور کھائیں۔

تقسیمِ ہند اور خدائی تائیدو نصرت

(صالحہ غوری۔Crawley)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۱۹۱

ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(سورۃ البقرہ:191۔ اردو ترجمہ از خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ)

اِس آیت میں مرکزی اصول یہ بتایا گیا ہے کہ جارحیت کا آغاز نہیں کرنا چاہیے اور ردّ عمل کے طور پر بھی مناسب سطح تک ہی جواب دینا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام بنیادی طور پر امن کے قیام کا حامی ہے اور ظلم و جارحیت کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے اور ظلم یا فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے دفاعی جنگ کی اجازت ہے۔ آنحضرت ﷺ اسلامی لشکر کو جنگی مہموں پر روانہ کرتے ہوئے عموماً یہی تاکید فرماتے تھے کہ شہریوں خصوصاً عورتوں، بچوں اور بزرگوں پر حملہ نہ کیا جائے نیز عمارتوں حتیٰ کہ درختوں کو بھی نقصان نہ پہنچایا جائے۔

تاریخ انسانیت نے کئی جنگوں کا مشاہدہ کیا ہے جو عموماً کسی مخصوص مقصد مثلاً طاقت کا رعب ڈالنے، انتقامی کارروائی کے طور پر یا پھر فریقِ مخالف پر علاقائی، اقتصادی یا سیاسی برتری حاصل کرنے کے لیے لڑی جاتی رہی ہیں۔ نہایت افسوس کے ساتھ یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان دنیاوی جنگوں میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کے برعکس معصوم شہریوں کو ہی سنگین مشکلات اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کو Collteral Damage یعنی ضمنی نقصان کا نام دے کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

ایک ایسی ہی نظریاتی جنگ 1947ء میں ہوئی جب ہندوستان کی برطانوی حکومت سے آزادی کے وقت دو قومی نظریے کے تحت ملک کا بٹوارا ہوا۔ اِس بنا پر سرحد کی دونوں اطراف سے شہری بڑے پیمانے پر انتہائی نامساعد حالات میں ہجرت پر مجبور ہوئے۔ لاکھوں مذہبی منافرت کا شکار ہوئے جن میں سے ایک کثیر تعداد ان میں سے جان کی بازی بھی ہار گئے۔ دربدر ہونے والے عمر بھر اس تشدد اور کسمپرسی کو بھلانہ پائے۔

میری اُمی مرحومہ (رضیہ غوری) بھی ان ناموافق حالات سے گزری تھیں۔ میں اُن سے منسلک کچھ قابل ذکر باتیں بیان کررہی ہوں جو نصرت الٰہی کی دلیل ہیں اور اُن کے لیے ازدیادِ ایمان کا موجب بنیں۔

میری اُمی جان جالندھر شہر کی رہنے والی تھیں اور تقریباً اُنیس سال کی عمر میں خود تحقیق کرکے اپنے گھروالوں سے پہلے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئیں۔ اس سے اُن کی جرأت اور دلیری کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ بعد میں جب باقی گھر والے خصوصاً میرے چھوٹے ماموں جان مرحوم نے احمدیت قبول کی تو خاندان میں بہت مخالفت ہوئی۔ ان کے خاندان والوں نے کچھ رشتہ داروں کو احمدیت کے خلاف شائع شدہ لٹریچر تقسیم کیا اور اُمی جان کے گھروالوں سے مکمل بائیکاٹ کی ترغیب دلائی۔ اس میں میری اُمی کے چچا پیش پیش تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ بعد میں اُن کی بیٹی (ناصرہ ندیم مرحومہ) کو قبول احمدیت کی توفیق ملی اور وہ تادمِ آخر انتہائی اخلاص کے ساتھ اپنے عہد بیعت پر قائم رہیں۔ بعد میں اُن کی شادی میرے ماموں جان کے ساتھ ہوئی۔

میری اُمی مرحومہ 1947ء کا ذکر بڑے درد سے کیا کرتی تھیں۔ عزیز و اقارب کی اکثریت نے اس مختصر احمدی خاندان سے تعلقات منقطع کیے ہوئے تھے۔ اور اُدھر شہر میں ہنگامہ آرائیاں شروع ہوگئیں۔ سکھوں کے جتھے کرپانیں لیے، نعرے بلند کرتے بے دھڑک گلیوں محلوں سے گزرتے۔ اُن کی آنکھوں میں مسلمانوں کے خلاف کھلی نفرت دکھائی دیتی۔ میری اُمی جان کی سکول کی سکھ اور ہندو سہیلیاں تھیں اور نانا جان کے کئی سکھ دوست ہوا کرتے تھے جن کے چہروں سے چھلکتی شفقت اور محبت سے اُمی مانوس تھیں لیکن حملہ آور سکھوں کے چہروں پر تو کھلی دہشت دکھائی دیتی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ کہیں دوسرے علاقوں یا شہروں سے دہشت پھیلانے آئے ہوئے ہیں۔ گھروں کی بالائی منزلوں اور چھتوں سے بھی نعرے بلند کیے جاتے اور گولیاں چلنے کی آوازیں بھی سنائی دیتیں۔

ایک بار اُمی نے اپنے گھر کی تیسری منزل پر کھڑکی کھولی تو فوراً گولی چلنے کی آواز آئی اور گولی اُمی کے کندھے کے اُوپر سے گزر کر دیوار میں پیوست ہوگئی۔ شہر کے تمام مسلمان اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں بند ہو کر رہ گئے یا اُن کیمپوں میں چلے گئے تھے جو حکومت نے سکھوں سے محفوظ رہنے کے لیے کھولے تھے۔

اُمی جان کے بہت سے غیر از جماعت رشتہ دار لاہور میں رہائش پذیر تھے اور اُن میں سے کئی صاحب حیثیت بھی تھے۔ ایک دن سُننے میں آیا کہ لاہور والوں نے جالندھر کے رشتہ داروں کو شہر سے بحفاظت نکالنے کے لیے بسوں کا انتظام کیا ہے۔ اُمی جان کے گھر والے اپنے دروازے بند کرکے بیٹھے رہے کیونکہ احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے انہیں اپنے لیے کسی قسم کی مدد کی اُمید نہ تھی۔ پھر ایسی خوفناک حالت میں ہمارے بیرونی دروازے پر دستک ہوئی اور میرے ماموں جان مرحوم کا نام لے کر اُنہیں پکارا گیا۔ باہر ایک شخص ایک لمبی فہرست لیے کھڑا تھا اور سب سے اُوپر اُن کا نام درج تھا۔

اُن سے کہا گیا کہ گھر کے پانچوں افراد فوراً نکل کر بس میں بیٹھ جائیں۔ گھر والے جلدی سے انتہائی مختصر سامان اُٹھائے اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے پڑھتے ہوئے نیچی نظریں کیے ملٹری کی موجودگی میں بس میں سوار ہوگئے۔ اُنہیں یہ احساس تھا کہ ارد گرد بہت سے سکھوں کے جتھے کھڑے اُن کو خونخوار نظروں سے دور دور سے دیکھ رہے ہیں۔

جب تمام بسیں بھر گئیں تو ایک بڑے قافلے کی صورت میں ملٹری کی گاڑیوں کے جھرمٹ میں پاکستان کے لیے روانہ ہوئیں۔ یہ قریب 70 میل کا سفر تھا جو انتہائی خوف وہراس اور زیر لب دعائیں کرتے گزرا۔ راستے میں کئی مقامات پر سکھوں کی ٹولیوں نے قافلے کو روکنے کی کوشش کی لیکن ملٹری نے اُن کی تمام کوششیں ناکام بنادیں۔ آخر یہ سارا قافلہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں بخیریت پاکستان کی سرحد میں داخل ہو گیا۔ الحمد للہ

میری اُمی جان مرحومہ کے غیر از جماعت رشتہ داروں نے غیر متوقع طور پر اُن کی رہائش کا خاطر خواہ انتظام بھی کر رکھا تھا اور انہیں اِس ضمن میں کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ اس حسن سلوک کے باوجود ہر احمدی حضرت مصلح موعودؓ سے ملنے کے لیے بے چین تھا۔ ماموں جان مرحوم نے کسی طرح احمدیہ ریفیوجی کیمپ کا پتہ لگالیا اور ساری فیملی یعنی میری اُمی جان، نانا جان، ماموں ممانی اور اُن کے دو کم سِن بچے حضورؓ کی رہائش گاہ پر ملاقات کے لیے حاضر ہو گئے۔ اس ملاقات میں میری ممانی جان ناصرہ ندیم مرحومہ نے اپنا سارا زیور حضور کی خدمت میں پیش کر دیا جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے جلسہ سالانہ جرمنی کے مستورات کے خطاب میں احمدی خواتین کی مالی قربانیوں کے ضمن میں فرمایا:

”حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ جب تقسیم ملک ہوئی اور ہم ہجرت کر کے پاکستان آئے تو جالندھر کی ایک احمدی عورت مجھے ملنے کے لیے آئی۔ رتن باغ میں ہم مقیم تھے۔ وہیں آکر ملی اور اپنا زیور نکال کر کہنے لگی کہ حضور میرا یہ زیور چندہ میں دے دیں۔ اُس زمانہ میں بہت ضرورت ہوا کرتی تھی، بہت زیادہ غربت تھی۔۔۔۔ تو حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں وہ عورت آئی اور مجھے کہا میرا سارا زیور لے لیں۔ میں نے سمجھایا کہ دیکھو! دن کون سے ہیں؟ تمہیں بھی ضرورت ہے، تمہارے خاندان کو ضرورت ہو گی، یہ رکھ لو۔ اُس نے کہا بات یہ ہے کہ یہ زیور جب میں چلی تھی تو اس نیت سے لے کر چلی تھی کہ میں اسے خدمت دین میں پیش کروں گی۔ باقی سب چیزیں سکھوں نے لوٹ لیں۔ یہ بھی لوٹ سکتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت فرمائی ہے میری اس نیت کی وجہ سے۔ اس لیے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ میں اسے اپنے گھر رکھوں۔۔۔۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں پھر مجبور ہو گیا اور اُس کا زیور سارے کا سارا جماعت کے کام میں آیا۔ اُس زمانہ میں جماعت کو چونکہ ضرورت بہت تھی اس لیے یقیناً اس سے بہت بڑا فائدہ پہنچا ہو گا۔“

(اُوڑھنی والیوں کے لیے پھول۔ جلد دوم۔ صفحہ نمبر 288)

گو کہ میری اُمی جان اور اُن کے تمام عزیز و اقارب بخیریت پاکستان پہنچ گئے تھے اور کچھ عرصہ بعد میری اُمی مشرقی افریقہ منتقل ہو گئی تھیں جہاں ایک بار پھر اُنہیں اُن کے ماضی کی طرح ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ محبت بھری فضا میسر آئی۔ پھر یوکے میں بھی کبھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا تاہم 1947ء کے کرب ناک حالات اُن کے دل و دماغ پر ایسے نقوش ثبت کر گئے تھے جن کے نفسیاتی اثرات کبھی زائل نہ ہو سکے۔

یقیناً جنگ وجدل اور جارحیت کے منفی اثرات ایسے گہرے نقوش چھوڑ جاتے ہیں جو اُس دور کا مشاہدہ کرنے والے اپنے ذہنوں سے کبھی نکال نہیں پاتے۔

آخر پر اللہ سے دعا ہے کہ کبھی بھی کہیں بھی ایسے جنگی حالات پیدا نہ ہوں جن سے لوگوں کو ایسی مشکلات سے گزرنا پڑے۔ اللہ پاک تمام دُنیا کو اِس خوفناک جنگ وجدل سے بچا کر رکھے۔ آمین

مسیح موعودؑ دجّال کو باب لُدّ کے پاس پا لے گا

(ریحانہ صدیقہ بھٹی۔Newcastle)

بابِ لُدّ کے متعلق قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے اقتباسات

آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں آنے والے مسیحؑ کی نشانیاں بیان فرمائیں اور دجال کے متعلق بھی تفصیلاً بتایا۔ آپ ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا کہ مسیحؑ دجّال کو قتل کرے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ

پھر وہ (مسیحؑ دجال) کو تلاش کرے گا یہاں تک کہ اسے بابِ لُدّ پر پالے گا اور اسے قتل کر دے گا۔

(حدیقۃ الصالحین۔ ایڈیشن 2019۔ صفحہ نمبر 737 (عربی)، 739 (ترجمہ)۔ حدیث نمبر 937)

آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کا یہ حصّہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں نہایت شان اور شوکت سے پورا ہوتا ہے۔ اس بارہ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ایک عربی کتاب " اَلْھُدٰی وَالتَّبْصِرَۃُ لِمَنْ یَّرٰی" میں فرماتے ہیں:

"سب سے پہلے جس شہر میں لوگوں نے میری بیعت کی اس کا نام لدھیانہ ہے۔ یہی وہ پہلی سرزمین ہے جس میں شریر النفس لوگ میری اہانت کے درپے ہوئے۔ جب کھلی صداقت کی اشاعت کے ذریعہ مخلصین کا بیعت کرنا ملعون دجال کے قتل کا ایک ہتھیار ہوا۔ حدیث میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مسیح دجال کو ایک ہی وار سے باب اللُّد پر قتل کرے گا جیسا کہ اہل دانش پر یہ امر مخفی نہیں کہ لُدّ لفظ لدھیانہ کا ہی مخفف ہے۔"

(روحانی خزائن۔ جلد 18۔ صفحہ نمبر 341 حاشیہ)

(اردو ترجمہ https://files.alislam.cloud/urdu/pdf/Al-Huda-Urdu.pdf صفحہ نمبر 130)

ہم سب جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا آغاز لدھیانہ سے ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے لدھیانہ کو "باب لُدّ" قرار دیا جہاں حضرت محمد ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق دجال نے قتل ہونا تھا۔

لُدّ کا لفظ قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ مریم آیت 98 میں فرماتا ہے:

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا

پس یقیناً ہم نے اِسے تیری زبان پر رواں کر دیا ہے تا کہ تو متقیوں کو اس کے ذریعہ خوشخبری دے اور جھگڑالو قوم کو اس کے ذریعہ ڈرائے۔

(سورۃ مریم:98۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ)

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 161 میں بیان فرماتے ہیں:

”یہاں چونکہ آخر میں عیسائیت کا ذکر چلا ہے، وہی مضمون ختم ہو رہا ہے تو یہاں باب لُدّ کی طرف بھی اشارہ ہے جہاں دجال کو شکست ہو گی، اور دجال مارا جائے گا۔ اس لُدّ قوم کو ڈراؤ کہ تمہارا ایک انجام آنے والا ہے، تمہارے اپنے جھگڑوں کے ساتھ جو تم مسیح موعود سے کرو گے، ان جھگڑوں کے دروازے پر مارے جاؤ گے۔ یعنی دلائل کی رُو سے تمہارا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اور دلائل کے میدان میں تم شکست کھاؤ گے اگرچہ ہتھیار اور نفری تمہاری زیادہ ہی ہو۔“

(اردو ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 161۔ 58:30)

یقیناً لدھیانہ ہی وہ مقام ہے جو باب لُدّ کہلانے کا سب سے زیادہ حقدار ہے جہاں سے جماعت احمدیہ کا آغاز ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے دلائل کے ذریعے دجال کو قتل کیا۔ قتل کرنے سے دلائل سے قتل کرنا مراد ہے اور یہ پیشگوئی تمثیلی رنگ رکھتی ہے۔

اگر دنیا کے نقشے پر نظر ڈالیں تو، باب لُدّ کے نام سے ایک قدیم مقام اسرائیل کے شہر لاڈ (Lod) میں بھی ہے جو تل ابیب (Tel Aviv) سے پندرہ کلومیٹر جنوب مشرق اور یروشلم سے 40 کلومیٹر شمال مغرب میں واقع ہے۔

(https://en.wikipedia.org/wiki/Lod)

اس شہر کے متعلق عام مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ یہی وہ مقام ہے جس جگہ دجال قتل ہو گا۔ یہ ایک قدیم شہر ہے جس کا ذکر عبرانی بائیبل اور عہد نامہ جدید دونوں میں ملتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے:

”اور بنی الفعل عِبر اور مِشعاؔم اور سامر تھے اِسی نے اُونو اور لُد اور اُس کے دیہات کو آباد کیا۔“

(تواریخ 1۔ باب 8: آیت 12)

اور یہ بھی ایک حسن اتفاق ہے کہ لڈگیٹ کے نام سے ایک مقام لندن شہر میں بھی ہے جس کا ذکر جماعت کے لٹریچر میں بھی چلا آرہا ہے۔ چنانچہ جب حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہا لندن تشریف لائیں تو لڈگیٹ بھی گئیں اس کا ذکر محترم مولانا بشیر احمد رفیق صاحب سابق امام مسجد فضل لندن نے اپنے ایک خط میں کیا جو کتاب 'دخت کرام' کے صفحہ نمبر 165 پر شائع شدہ ہے۔ فرماتے ہیں:

"جب آپؒ انگلستان تشریف لائی تھیں۔ میں آپؒ کو سیر کرانے کے لیے روزانہ لے جانے کا شرف حاصل کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب میں انھیں Lud gate لے گیا اور میں نے عرض کیا کہ احادیث میں آیا ہے کہ مسیح اور دجال کی آخری جنگ بابُ اللُّد میں ہوگی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے Lud gate کو بابُ اللُّد قرار دیا ہے تو آپؒ نے بے ساختہ فرمایا کہ ہاں یہیں وہ جنگ لڑی جائے گی۔ پھر فرمایا، تم نے غور کیا کہ اس جگہ جنگ سے کیا مراد ہے میں نے عرض کیا مجھے تو معلوم نہیں۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ وہ دیکھو عین Lud gate کے ساتھ والی بلڈنگ پر لکھا ہے:

The International Bible Society of Great Britain

پھر فرمایا کہ ہماری آخری جنگ عیسائیت سے ہونی تھی اور بائیبل سوسائٹی کا کام عیسائیت کی اشاعت ہے اس لیے اس میں اس طرف اشارہ تھا۔" (کتاب دختِ کرام مرتبہ سیّد سجاد احمد۔ صفحہ نمبر 165 تا 166)

اس خط کے مضمون سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ Lud gate کے بارے میں یہ خیال کہ یہ بھی بابِ لُدّ ہے، جماعت کے لٹریچر میں چلا آرہا ہے، بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہُ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہا کا بھی یہی خیال تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا 1897ء کا ایک الہام ہے:

" نَفَخْتُ فِيْكَ مِنْ لَّدُنِّيْ رُوْحَ الصِّدْقِ میں نے اپنے پاس سے صدق کی روح تجھ میں پھونکی۔۔۔ اس الہام میں جو لفظ لَدُن کا ذکر ہے اُس کی شرح کشفی طور پر یوں معلوم ہوئی کہ ایک فرشتہ خواب میں کہتا ہے کہ یہ مقام لَدُن جہاں تجھے پہنچایا گیا یہ وہ مقام ہے، جہاں ہمیشہ بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور ایک دم بھی بارش نہیں تھمتی۔"

(تذکرہ۔ ایڈیشن 2023۔ صفحہ نمبر 267)

اس الہام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 17 جنوری 2003ء کو فرمایا:

"انگلستان میں بھی ایک Lud gate ہے جہاں مذہبی بحثیں ہوتی رہتی ہیں اور انگلستان کے لڈ گیٹ کی تشریح مجھے سمجھ آئی ہے کہ یہی مراد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے غلاموں کو لڈ گیٹ پر بحثوں کے دوران عظیم الشان فتح نصیب ہوگی۔"

مختصر تاریخ:

لندن میں موجود Lud gate کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ یہ کبھی لندن شہر میں داخلے کے مرکزی دروازے کے طور پر استعمال ہوا کرتا تھا۔ یہاں سینٹ پال کیتھیڈرل ہے، جہاں لندن بشپ بیٹھتا ہے۔ یہ کیتھیڈرل رومن برٹش دور کے دوران Lud gate پر (جو کہ لندن شہر کا بلند ترین مقام ہے) تعمیر ہوا۔ اس کا نام کنگ لڈ کے نام پر رکھا گیا۔ کنگ لڈ رومن دور سے قبل برطانیہ کا بادشاہ گزرا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ وکیپیڈیا کی بیان کردہ تاریخ کے مطابق لندن شہر کا نام بھی اسی بادشاہ کے نام پر ہے۔

https://en.wikipedia.org/wiki/King_Lud#:~:text=4%20External%20links-,In%20literature,Lud")%2C%20or%20Lud%27s%20Fortress

مذاہبِ عالم میں روزہ

(زنیرہ حنا۔Oxford)

دنیا میں موجود مذاہب کی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے اور بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ روزہ کا تصور صرف اسلام میں ہی نہیں بلکہ زمانہ قدیم سے لے کر اب تک کے سب مذاہب میں روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح مسلمانوں پر یہ حجت قائم کی گئی۔ البتہ اس کی کیفیات مختلف مذاہب میں مختلف نظر آتی ہیں۔ یہ مضمون دنیا کے مختلف مذاہب میں روزہ کی تعلیمات اور کیفیات پر روشنی ڈالتا ہے اور اس میں یہ ثابت کیا جائے گا کہ روزہ انسان کو اپنے نفس پہ قابو پانے، اپنی سوچ کو مرکوز کرنے اور اپنے خالق سے قریبی تعلق پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ہندو مذہب میں روزہ:

ہندو مذہب میں روزہ اپنی خاص شکل میں موجود ہے۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنۂ فرماتے ہیں:

”ہندوؤں کے روزوں کے متعلق تو عام طور پر مشہور ہے کہ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیزیں نہیں کھانی۔ اس کے علاوہ وہ کئی سیر آم، کیلے اور نارنگیاں وغیرہ کھالیں تو ان کے روزہ میں فرق نہیں آتا روٹی اور سالن کو چھوڑ کر باقی جو چیز چاہیں کھالیں۔“

(تفسیر کبیر۔ جلد 3۔ صفحہ نمبر 161)

یہودی مذہب میں روزہ:

یہودی مذہب میں بھی روزہ کے متعلق احکامات ملتے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عَنہُ فرماتے ہیں:

”توریت میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو انہوں نے چالیس دن رات کا روزہ رکھا اور ان ایام میں انہوں نے کچھ کھایا نہ پیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

”سو وہ (یعنی موسیٰ) چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا“
(خروج باب ۳۴ آیت ۲۸)

اسی طرح احبار باب ۱۶ آیت ۲۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ کو ایک روزہ رکھنا یہود کے لیے ضروری قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ بنی اسرائیل ہمیشہ یہ روزے رکھتے رہے اور انبیاء بنی اسرائیل بھی اس کی تاکید کرتے رہے۔ زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں نے تو ان کی بیماری میں جب وہ بیمار تھے ٹاٹ اوڑھا اور روزے رکھ رکھ کر اپنی جان کو دکھ دیا۔“
(زبور باب ۳۵ آیت ۱۳)

یسعیاہ نبی فرماتے ہیں:

”دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا رگڑا کرو اور شرارت کے مکے مارو۔ پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے کہ تمہاری آواز عالمِ بالا پر سنی جائے۔"

(یسعیاہ باب 58۔ آیت 4)
(تفسیر کبیر۔ جلد 3۔ صفحہ نمبر 162 تا 163)

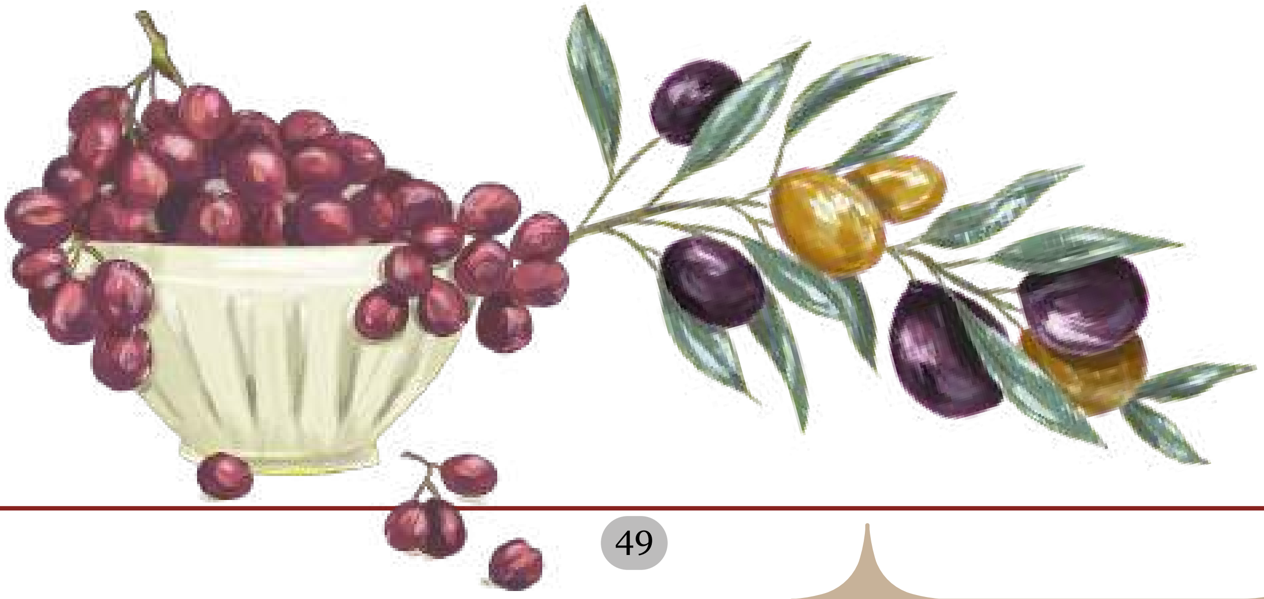

عیسائیت میں روزہ:

اسی طرح عیسائی مذہب میں بھی روزہ رکھنے کا رواج ہے۔ لیکن اس کی شکل اور کیفیت مختلف نظر آتی ہے۔اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہُ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیحؑ کے متعلق انجیل بتاتی ہے کہ انہوں نے چالیس دن اور چالیس رات کا روزہ رکھا۔ متی میں لکھاہے۔

"اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کرکے آخر کو اُسے بھوک لگی۔"
(متی باب ۴ آیت ۲)

اسی طرح حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو ہدایت دی:

"جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پاچکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔"
(متی باب ۶ آیت ۱۶ تا ۱۸)

اِسی طرح ایک دفعہ جب حواری ایک بدروح کو نہ نکال سکے

"تو اُس کے شاگردوں نے تنہائی میں اس سے پوچھا کہ ہم اسے کیوں نہ نکال سکے تو اس نے ان سے کہا کہ یہ قسم دعا اور روزہ کے سوا کسی اور طرح نہیں نکل سکتی۔"

(مرقس باب ۹ آیت ۲۹،۲۸)
(تفسیر کبیر۔ جلد 3۔ صفحہ نمبر 163)

بدروح کے بارہ میں حضرت خلیفہ المسیح الثانی رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"بدرُوح نکالنا حواریوں کی ایک اصطلاح تھی۔ وہ بیماریوں اور مختلف قسم کی خرابیوں کو دیو کہا کرتے تھے اور حضرت مسیحؑ ناصری کے پاس آکر درخواست کیا کرتے تھے کہ یہ دیو نکال دیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ بیماریاں یا خاص قسم کی دماغی خرابیاں دُور کردی جائیں۔اس قسم کے بعض بیمار تھے جن کا حضرت مسیحؑ ناصری نے علاج کیا اور وہ اچھے ہوگئے۔اور جب ایک موقعہ پر حواری ایک بدرُوح کو نہ نکال سکے تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ دیو روزوں اور دعائوں کے بغیر نہیں نکلتے۔یعنی کمالاتِ رُوحانیہ کا حصول روزوں اور دُعائوں کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔

”پھر اس سے بھی آسان روزے رومن کیتھولک عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں۔ آخر انہوں نے بھی کسی مذہبی روایت کی بنا پر ہی یہ روزے رکھنے شروع کیے ہوں گے یا کسی حواری سے کوئی بات پہنچی ہو گی۔ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ گوشت نہیں کھانا۔ اگر وہ آلو ابال کر یا کدو کا بھرتہ بنا کر اس کے ساتھ روٹی کھالیں تو ان کا روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ اگر گوشت کی بوٹی ان کے معدہ میں چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا)

(تفسیر کبیر۔ جلد 3۔ صفحہ نمبر 161)

مسلمان اور روزہ:

اسلام میں روزوں کی یہ صورت ہے کہ ہر بالغ عاقل کو برابر ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا حکم ہے۔ سوائے اس صورت کہ کوئی شخص بیمار ہو یا اسے بیماری کا یقین ہو یا سفر پر ہو یا بالکل بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہو۔ ایسے لوگ جو بیمار ہوں یا سفر پر ہوں ان کے لیے حکم ہے کہ وہ دوسرے اوقات میں روزہ رکھیں اور جو بالکل معذور ہو گئے ہوں ان کے لیے روزہ نہیں ہے۔

روزہ کی صورت یہ ہے کہ پو پھٹنے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک انسان کوئی چیز نہ کھائے نہ پیے نہ کم نہ زیادہ اور نہ مخصوص تعلقات کی طرف توجہ کرے۔ پو پھٹنے سے پہلے وہ کچھ کھالے تا کہ اس کے جسم پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے اور غروب آفتاب پر روزہ افطار کر دے۔ صرف شام کو ہی کھانا کھا کر متواتر روزے رکھنا ہماری شریعت نے ناپسند کیا ہے۔۔۔

روزوں کی فضیلت اور اس کے فوائد پر لَعَلَّكُم تَتَّقُون کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لیے فرض کیے گئے ہیں لَعَلَّكُم تَتَّقُون تا کہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک معنی تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر اس لیے روزے فرض کیے ہیں تا تم ان قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں۔ جو بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتی رہی ہیں۔ جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔ اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا۔ غرض اگر اسلام میں روزے نہ ہوتے تو باقی مسلمان دوسری قوموں کے سامنے ہدفِ ملامت بنے رہتے۔“

(تفسیر کبیر۔ جلد 3۔ صفحہ نمبر 165)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے روزے رکھنے کی توفیق عطا کرے جو ہمیں تقویٰ میں بڑھائیں۔ آمین

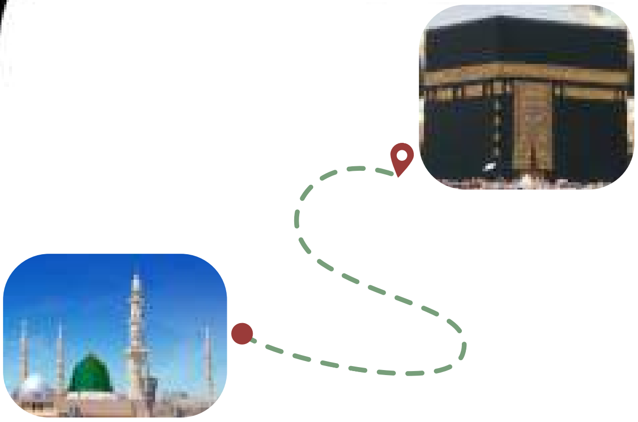

سفرِ حجاز (حصہ دوم)

(سعدیہ کامران-Edinburgh)

پیاری بہنوں پچھلی قسط میں میں نے مدینہ کا سفر، مسجد نبوی اور مدینہ کے گلی کوچوں اور وہاں کے اہم مقامات کا تذکرہ کیا تھا۔ سو وہاں کے سہ روزہ قیام کے بعد ہم بذریعہ بلٹ ٹرین مکہ مکرمہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔

یہ جمعہ کا دن تھا۔ نماز فجر اور جمعہ کی نماز مسجد نبوی میں ادا کرنے کے بعد ہم نے ہوٹل میں آکر احرام باندھا۔ یہاں میں یہ بتاتی چلوں کہ جب عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف عازم سفر ہوں تو بہت سے داخلی راستوں کی مناسبت سے احرام میں آنے کا فاصلہ مقرر ہے۔ مثلاً مدینہ سے باہر ذُوالحلیفہ کا مقام میقات کا ہے جہاں احرام باندھ کر عمرہ کی نیت لازم ہے۔ ہمارا سفر چونکہ بذریعہ ٹرین تھا اور وہاں احرام باندھنا ممکن نہ تھا اس لیے ہم ہوٹل سے ہی وضو کر کے احرام اور عمرہ کی نیت سے نکلے۔ یہاں یہ بھی بتاتی چلوں کہ مردوں کے لیے دو اَن سلی چادریں، ایک ستر پوشی کے لیے اور دوسری کندھوں پر ڈالنے کے لیے جبکہ عورتوں کے لیے ان کا اپنا لباس جو منہ کے علاوہ مکمل جسم کو ڈھانپتا ہو کافی ہے۔ مردوں کے لیے لازم ہے کہ ان کا سر ڈھکا ہوا نہ ہو۔ احرام کی حالت میں خوشبو لگانا، ناخن یا بال کٹوانا، ازدواجی تعلق قائم کرنا، جانور مارنا وغیرہ حرام ہیں۔ عمرہ یا حج پر جانے سے پہلے ان تمام امور کی مکمل آگاہی حاصل کر لینی چاہیے۔

مدینہ سے ہم ٹرین کے ذریعہ مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔ یہ تیز ترین رفتار ٹرین حرمین ایکسپریس کہلاتی ہے۔ مدینہ سے مکہ کا یہ تقریباً 270 میل کا سفر ہے۔ یہ ٹرین سروس اکتوبر 2018 میں شروع کی گئی جو اوسطاً 186 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتے ہوئے تقریباً ڈھائی گھنٹہ میں مکہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچا دیتی ہے۔ ہم نے عمرہ کا سفر فروری کے مہینے میں کیا جو کہ نہایت خوشگوار موسم تھا تاہم اوسط درجہ حرارت 26 سے 35 درجہ سینٹی گریڈ کے درمیان تھا۔ لہٰذا جو بھی اس سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہو موسم کے حساب سے آرام دہ کپڑوں کا انتخاب کرے۔

مکہ ریلوے اسٹیشن سے باہر نکلتے ہی پہلی نظر کلاک ٹاور پر پڑی اور ساتھ ہی مکہ کی پہاڑیاں چاروں طرف پھیلی نظر آئیں۔ یہاں پہنچ کر یہ احساس اپنی پوری شدت سے ہر دوسرے احساس پر حاوی ہو گیا کہ ہم اس حرمتوں والے شہر میں داخل ہو گئے ہیں جو اسلام کی آمد سے بہت پہلے بلکہ حضرت ابراہیم سے بھی بہت پہلے سے آباد تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ”بکہ“ کا نام دیا۔ (سورہ اٰل عمران:97)۔ یہی وہ مقام تھا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے۔

اور خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی۔ اور پھر یہی "بکہ" آنے والی صدیوں میں مکہ مکرمہ کہلایا جو دنیا کے تمام شہروں میں سب سے زیادہ حرمت، محبت، عبادت، اور یگانگت کا سرچشمہ ہے۔

اسٹیشن سے باہر آکر ہم شٹل بس پر سوار ہوئے جو ہر آدھے گھنٹے کے بعد مسافروں کو ان کی منزل مقصود یعنی حرم شریف تک پہنچاتی ہے۔ اسٹیشن سے ہوٹل کا سفر جذبات کا ایک جوار بھاٹا تھا۔ گمان سے یقین کا سفر تھا کہ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاکار بندے کو اپنے گھر بلا لیا۔ یہ شہر پہاڑیوں پر مشتمل ہے۔ یہ جدہ سے 70 کلومیٹر دور ہے۔ اور سطح سمندر سے 277 میٹر اونچائی پر واقع ہے۔ ایک اندازے کے مطابق مکہ کی آبادی چوبیس لاکھ ہے جن میں مقامی عرب باشندوں کے علاوہ پاکستانی، انڈین، بنگلہ دیشی اور دوسری قومیتوں کے باشندے بھی ہیں۔

ہمارا قیام مکہ کلاک ٹاور کے ایک ہوٹل میں تھا ہم ہوٹل میں اپنا سامان رکھ کر حرم شریف کی طرف نکل پڑے۔ یہاں ضمناً مکہ کلاک ٹاور کے بارے میں بھی بتاتی چلوں۔ اس کی تعمیر 2002 میں شروع ہوئی اور 2011 میں تکمیل ہوئی۔ تادم تحریر یہ سعودی عرب کی سب سے بلند عمارت ہے۔ جس کی اونچائی 600 میٹر ہے۔ اس ٹاور میں سات ہوٹل اور بہت سے ریستوران اور دکانیں موجود ہیں۔ اس کا صدر دروازہ مسجدِ حرام کے کنگ عبدالعزیز گیٹ کے عین سامنے واقع ہے۔

یہاں سے ہم سیدھا مسجدِ حرام میں داخل ہوئے۔ مغرب کی اذان ہو چکی تھی اور نمازوں کے اوقات میں عمرہ کے ارکان کو موقوف کر دیا جاتا ہے۔ حرم میں کام کرنے والی ایک بہت بڑی خدام کی فوج ہے جو آنے والوں کے لیے سہولیات کی فراہمی، نمازوں کی جگہ جائے نماز قالین بچھانے، حرم کی صفائی، پانی کا انتظام اور سکیوریٹی کا انتظام کرتی ہے۔

حرم شریف کے بیرونی دروازے سے ہم خودکار سیڑھیوں کے ذریعہ اوپر والے برآمدے میں آگئے جہاں پہنچ کر سامنے کا منظر ہمیشہ کے لیے آنکھوں میں ساکت ہو گیا۔ مسجد کے درمیانی صحن میں وہ عظیم الشان چوکور سیاہ غلاف میں لپٹا خانہ کعبہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ موجود تھا۔ سنتے آئے تھے کہ خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی جو جو دعائیں یاد ہوں مانگ لینی چاہییں مگر یقین کریں اس کو دیکھتے ہی ذہن کچھ لمحوں کے لیے ماؤف ہو گیا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ سبحان اللہ۔ کیا منظر تھا۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ تعظیم کی یہی جگہ ہے۔ بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر!

قبلہ جس کی طرف منہ کر کے دنیا بھر کے مسلمان پانچ وقت کی نماز ادا کرتے ہیں۔ کعبہ اور مطاف سال کے سارے دنوں میں عاشقان خدا کے طواف سے اور "لَبَّیكَ ۔ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيكَ" سے گونجتے رہتے ہیں۔ سوائے 9 ذی الحجہ کے جب عرفات کے میدان میں جمع ہوتے ہیں۔ اس روز غلافِ کعبہ جسے کِسوَہ بھی کہا جاتا ہے تبدیل کیا جاتا ہے۔

نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد یہیں سے ہم نے عمرہ کا آغاز کیا۔ ارکان عمرہ میں مطاف یا خانہ کعبہ کے گرد سات چکر پورے کیے جاتے ہیں اور اس دوران کچھ مسنون دعائیں مانگی جاتی ہیں جبکہ آپ اپنی زبان میں کوئی بھی دعا مانگ سکتے ہیں۔ طواف مکمل کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور اگلے رکن یعنی سعی صفا و مروہ کے لیے پہنچے۔

لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک
ان الحمد و النعمۃ لک والملک لا شریک لک

یہ رکن اس عظیم واقعہ کی یاد میں ہے جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام اپنے ننھے اسماعیل علیہ السلام کی خاطر، جو پیاس کی شدت سے رو رہا تھا، بے چینی سے ان دو پہاڑیوں کے درمیان بھاگ رہی تھیں کہ وہاں سے زم زم کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ یہ چشمہ آج تک پیاسوں کی پیاس بجھانے کے لیے موجود ہے۔ایک ماں کی یہ سعی پرودگار عالم کی نظر میں اتنی معتبر ٹھہری کہ رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لیے اس کو عبادت کا لازمی جزو بنا دیا۔ سبحان اللہ

سعی کے بعد مرد وخواتین بال ترشواتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی عمرہ اور احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ یہاں یہ بھی بتاتی چلوں کہ عمرہ ایک جسمانی مشقت کا کام ہے جس میں مسلسل کئی گھنٹے چلنا پڑتا لہٰذا موسم کی مناسبت سے آرام دہ کپڑوں اور جوتوں کا انتظام کریں۔

اگلی سویر نمازِ فجر اور ناشتے سے فراغت کے بعد ہم نے ہوٹل کے باہر سے ایک ٹیکسی بک کی تاکہ اپنے آقا و مولا آنحضرت ﷺ کے پیارے شہر کو دیکھ کر آنکھوں کو طراوت دے سکیں۔ ہمارا پہلا پڑاؤ حج کمپلکس تھا۔ یہ وسیع وعریض علاقہ عرفات، منیٰ، مزدلفہ اور مستقل قائم بستیوں کا ہے جہاں حج کے ایام میں حاجی مختلف ارکانِ حج ادا کرتے ہیں۔ یہاں سے ہم مسجد جن کی طرف آئے جہاں ظہر کی نماز ادا کی۔ یہ مسجد جنت المعلیٰ کے پاس واقع ہے۔ روایات کے مطابق رات کی تاریکی میں جنوں کی ایک جماعت نے یہاں آنحضرت ﷺ سے قرآن سنا اور اسلام کا تعارف حاصل کیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ جن دراصل کچھ یہودی قبائل کے سردار تھے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ۔ حدیث نمبر 1007)

یہاں سے ہم غار حرا کی طرف عازم سفر ہوئے۔ یہ غار جبل نور پر واقع ہے۔ روایات کے مطابق اسی غار میں پہلی بار جبریل امین آنحضرت ﷺ کے پاس پہلی وحی لے کر آئے۔ یہ پہاڑ 642 میٹر اونچا ہے جبکہ غار حرا 270 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ اس غار تک کا سفر کسی دینی عبادت مثلاً حج یا عمرہ کا حصہ نہیں ہے بلکہ مسلمان اور عاشقان رسول ﷺ محض اپنی محبت کے اظہار کے لیے یہ کٹھن سفر اختیار کرتے ہیں۔

اگلے روز ہماری واپسی کی فلائیٹ تھی اور اس طرح یہ مبارک اور بابرکت سفر اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ سب کو یہ پاک سفر اختیار کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

یہ کتاب بھی پڑھیں

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ لیکچر نظارت نشر و اشاعت قادیان کا شائع کردہ ہے، جو حضورؒ نے اپنے دورہ یورپ کے دوران 28 جولائی 1967ء کو لندن شہر میں وانڈز ورتھ ٹاؤن ہال میں حاضرین کے سامنے ارشاد فرمایا تھا۔ اس روح پرور اور عظیم الشان خطاب میں آپؒ نے دنیا کو تاریخ انسانی کے تکلیف دہ المیوں کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئیوں کے مطابق عالمگیر تباہیوں اور جنگوں سے متنبہ فرمایا اور اسلام احمدیت کے عالمگیر اور لازوال غلبہ کی بشارت دی۔ اس لیکچر میں آپؒ نے شدید انذار کے ساتھ ساتھ یہ بشارت بھی دی کہ اگر انسان توبہ و استغفار کرے اور اپنے مالک کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کے احکامات کو مانے تو وہ عذابوں اور تباہیوں سے بچ سکتا ہے۔

سورۃ المائدہ
کی اہمیت و فضیلت

(فائزہ فضل۔Jamia Ahmadiyya)

خدا تعالیٰ کی پیاری اور لاریب کتاب کا ہر لفظ، ہر آیت اور ہر سورت اپنے اندر ایک اعجازی رنگ رکھتا ہے۔ میں اپنے اس مضمون میں اس الہامی کتاب کی ایک عظیم الشان سورت کے بارے میں کچھ بیان کرنے کی کوشش کروں گی۔

قرآن کریم کی پانچویں سورت کا نام المائدہ ہے، جس کا مطلب ہے دستر خوان۔ اس سورت میں روحانی اور مادی دونوں طرح کی نعمتوں کا ذکر ہے۔ ایسی نعمتوں کا بھی ذکر ہے جو جسم کو طاقت دیتی ہیں اور ایسی نعمتوں کا بھی ذکر ہے جو روح کو تقویت دیتی ہیں۔ گویا یہ سورت بنی نوع انسان کے لیے ایک ایسا دستر خوان ہے جس میں جسم اور روح دونوں کو فائدہ دینے والی نعمتیں سجادی گئی ہیں۔

مدنی دور کے آخر میں نازل ہونے والی اس سورت کی بسم اللہ سمیت 121 آیات ہیں۔ اس کے مضامین سے ظاہر ہوتا ہے، اور روایات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ صلح حدیبیہ کے بعد 6 ہجری کے اواخر یا 7 ہجری کے اوائل میں نازل ہوئی۔

اس سورت کے آغاز میں ہی آیتِ تکمیلِ دین یہ اعلان کرتی ہے:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ

ترجمہ: ”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لیے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔“

(سورۃ المائدہ:4۔ اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ صفحہ 172)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہٗ فرماتے ہیں:

”یہ آیتِ شریفہ قرآن مجید میں کس وقت نازل ہوئی؟ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ ایک آیت آپ کی کتاب میں ہے، اگر ہماری کتاب میں ہوتی تو جس دن وہ اتری تھی اسے ہم عید کا دن قرار دیتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ تو اس نے یہ آیت پڑھی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی، کس وقت نازل ہوئی، کہاں نازل ہوئی، میں اسے خوب جانتا ہوں۔ وہ جمعہ کا دن تھا، وہ عرفہ کا دن تھا، وہ اسی عید الاضحیٰ کا مقدمہ تھا۔“

(حقائق الفرقان۔ جلد دوم۔ صفحہ نمبر 77 تا 78)

اس سورت کی اہمیت اس روایت سے بھی ثابت ہوتی ہے:

حضرت جُبیر بن نفیرؓ کہتے ہیں: میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہا کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا:

”اے جُبیر! کیا تم سورۃ المائدہ پڑھتے ہو؟“

میں نے کہا: ”جی ہاں۔“

تو حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہا نے فرمایا:

”جان لو! یہ آخری سورت ہے جو نازل ہوئی۔ جو کچھ تمہیں اس میں حلال ملے اسے حلال سمجھو، اور جو کچھ حرام ملے اسے حرام جانو۔“

(المستدرك على صحيحين كتاب التفسير سورة المائدة حدیث نمبر: ۳۲۱۰)

سورۃ المائدہ نازل ہونے والی آخری سورتوں میں سے ہے۔

یہ سورت اس لیے بھی بہت اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں وہ عظیم الشان آیات ہیں جو حضرت مسیح ابن مریم کے موت وحیات کے اہم مسئلہ میں فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہیں اور وفات مسیح پر بیّن دلیل ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہٗ تفسیرِ صغیر میں آیت 76 کی مختصر تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے سب رسول (جن میں مسیح علیہ السلام بھی شامل ہیں) فوت ہو چکے ہیں۔ مسیح کا کھانا کھانا دلیل ہے کہ وہ خدا نہ تھے۔ انجیل اس پر شاہد ہے۔(مرقس، باب 14، آیت 17-18)“

(تفسیر صغیر۔ صفحہ نمبر 155)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سورت کے آخری رکوع کی آیت 118 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي صاف ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور صحیح بخاری میں ابنِ عباسؓ سے اور نیز حدیثِ نبوی سے اس بات کا ثبوت دے دیا ہے کہ اس جگہ تَوَفّٰی کے معنے مار دینے کے ہیں۔۔۔“

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن۔ جلد 13۔ صفحہ 219 حاشیہ)

کلام اللہ کے اعجاز کی یہ خوبی ہے کہ قصے اور کہانیاں بیان کرنے کی بجائے معجزات کو حقائق کے ذریعہ سمجھاتا ہے۔ ایسا ہی اس سورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے نازل ہونے والے ایک مائدہ کا بھی ذکر ہوا ہے۔ اس کی تفصیل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے ابتدائی تعارف میں یوں بیان کی ہے:

”تفاسیر میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان پر آسمان سے ظاہری طور پر خوان اترا تھا، اس کی حقیقت سے بھی یہ کہہ کر پردہ اٹھایا گیا ہے کہ دراصل یہ پیشگوئی تھی کہ عیسائی قوموں کو جو بے انتہا رزق عطا فرمایا جائے گا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعاؤں اور قربانیوں کے نتیجہ میں عطا ہو گا، لیکن اگر انہوں نے اس رزق کی ناشکری کی، جس کے آثار بدقسمتی سے ظاہر ہو چکے ہیں، تو پھر ان کو سزا بھی ایسی ہولناک دی جائے گی کہ کبھی دنیا میں کسی کو ایسی سزا نہیں دی گئی۔“

(قرآن مجید، اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ صفحہ نمبر 169)

گویا اس سورت میں انسان کے ظاہری کردار کی اصلاح کے لیے بھی تعلیم ہے اور انسانی عقائد کی اصلاح کے لیے بھی تعلیم نہایت ٹھوس دلائل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ ان دونوں طرح کی اصلاح کے بغیر انسان آخرت میں نجات نہیں پا سکتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرآں خدا نما ہے، خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

(درِّ ثمین اردو، صفحہ نمبر 116)

جاننا اچھا ہے

پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ امریکہ (اکتوبر 2022) کے دوران Silver Spring, Maryland کی ایک واقفہ نو نے سوال کیا:

سوال: پیارے حضور کو روس اور یوکرین کی جنگ کے نتیجے میں اور حال ہی میں جنوبی یوکرین پر بمباری کے نتیجے میں دنیا کیسے تبدیل ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

محض یوکرین اور روس ہی اس کے نتیجے میں متاثر نہیں ہوں گے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ روس اور یوکرین کی سرحدوں سے باہر پھیل رہی ہے۔ جس میں پوری دنیا شامل ہو جائے گی۔ اگر پوری دنیا اس جنگ میں شامل ہو جائے، پھر مجھے امید ہے کہ کئی لوگوں کو اس بات کا احساس ہو اور یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ ایسے واقعات کیوں رونما ہوئے۔ بہت ہی کم لوگ رہ گئے ہوں گے جو اِس بات پر تدبر کریں گے کہ "یہ کیا ہو گیا ہے"؟ اور وہ لوگ جو پیچھے رہ جائیں گے، مجھے اُمید ہے کہ وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے۔ اچھائی اور نیکی کی تلاش میں نکلیں گے اور حقیقی مذہب کی تلاش میں نکلیں گے۔ اور اُس وقت یہ ہر احمدی خاتون اور مرد کا فرض ہو گا کہ وہ سیدھے راستے پر ان کی راہنمائی کرے۔ سمجھا سکتے ہیں کہ تم نے دنیاوی خواہشات کے حصول کا نتیجہ تو دیکھ لیا اور اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں میرے احکامات و ارشادات پر عمل کرنا چاہیے۔ اور میری تعلیمات کی پاسداری کرنی چاہیے۔ نیز تمہیں میرے اقوال کی پیروی کرنی چاہیے اور مجھ پر مضبوطی سے ایمان لاؤ پھر اگر انہیں تب بھی اِس بات کا احساس نہ ہو، پھر ایک اور تباہی آجائے گی۔ اور پوری دنیا برباد ہو جائے گی۔ ہم تو کچھ نہیں کہہ سکتے کہ آئندہ کیا ہو گا ۔اِس لیے ہمیں دعا کرنی چاہیے اور مذہب کے حقیقی پیغام کی پرچار کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیے۔ اور (یہ سوچنا چاہیے) کہ ہم لوگوں کو اُن کے خالق کے نزدیک کیسے لا سکتے ہیں، ٹھیک ہے؟

(https://youtu.be/3qD_u8aJ1ss?si=FvJOd4cM8CxgaVNw)

پیارے حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ امریکہ (اکتوبر 2022) کے دوران ڈیلس Dallas, Texas کے ایک واقفِ نو نے آپ سے سوال کیا:

سوال: اگر جنگِ عظیم چھڑ جائے تو اِس سلسلہ میں کِس طرح تیار رہ سکتے ہیں؟

جواب میں پیارے آقا ایّدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
دیکھیں پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کو دعا کرنی چاہیے کہ ایسا نہ ہو۔ کم از کم آپ کی زندگی میں تو اس کی تاخیر ہو جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو اِسلام کی تبلیغ اور اِسلام کے پیغام کے پرچار کے لیے تیار کریں۔ آپ ثابت قدم رہیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے وعدہ کریں کہ جب آپ بڑے ہوں گے تو آپ اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلائیں گے۔ اگر ہم لوگوں کو یہ سمجھانے میں کامیاب ہو جائیں کہ اِن کی زندگیوں کا کیا مقصد ہے اور یہ کہ انہیں اپنی زندگیاں کیسے بسر کرنی چاہئیں اور اللہ کا پیار حاصل کرنے کی طرف لے آئیں تو پھر ہم نہ صرف اِس جنگ کے خوف کو ختم کر سکتے ہیں بلکہ کچھ عرصے تک اِس میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے تو اِس طرح کے اُتار چڑھاؤ تو آتے ہی رہیں گے اور آتے ہیں۔

دوسری بات جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہر خاندان کو اپنے گھر میں چند ماہ کا راشن رکھنا چاہیے۔ اور نوجوان بھی اِن میں موجود ہیں۔ اِن کو بھی اِن کی مدد کرنی چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں۔ یہی چیز ہے۔ اگر آپ کی مُراد یہ ہے کہ ہم دنیا کو کس طرح جنگ سے بچا سکتے ہیں تو پھر اللہ سے دعا کریں۔ یہی ایک طریق ہے۔ اگر دنیا تباہی پر مصر ہے اور اس کے سربراہ عقل سے کام نہیں لے رہے تو پھر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

(https://youtu.be/Rc7U7_A21Xo?si=RYrn6cU-ucKw9ZCF)

مسکرانا چاہیے

(ہبہ باقی-Reading)

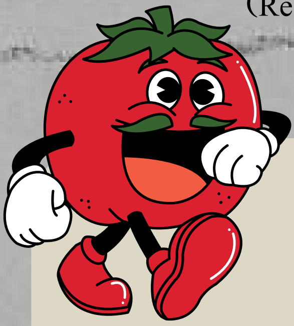

ایک شخص ڈاکٹر کے پاس گیا اور کہا کہ میرا وزن بڑھ گیا ہے۔

ڈاکٹر نے کہا تم روزانہ دس کلومیٹر پیدل چلا کرو۔

ایک سال بعد اس نے ڈاکٹر کو خوشی خوشی فون کیا کہ ڈاکٹر صاحب میرا وزن واقعی کم ہو گیا ہے۔ مگر میں افغانستان پہنچ گیا ہوں۔ ابھی بس کر دوں یا روس بھی جانا ہے؟

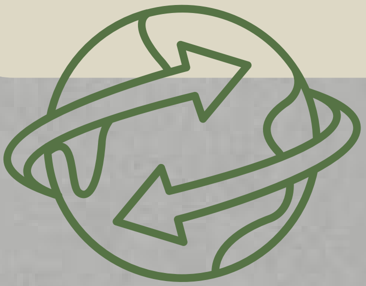

سائنسدان بھی حیران رہ گئے جب پاکستانیوں نے بتایا کہ خالی قینچی چلانے سے گھر میں لڑائی ہو جاتی ہے!

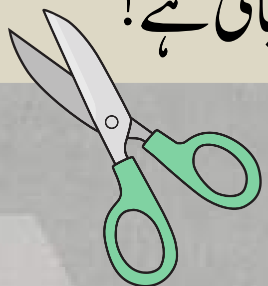

ایک جھلک

لجنہ اماء اللہ برطانیہ

کی مصروفیات

لجنہ اماء اللہ برطانیہ

نیشنل والی بال ٹورنامنٹ 2025

مورخہ ۱۴؍ فروری بروز جمعہ تمام کھلاڑیوں کے لیے ناصر ہال میں عشائیہ کا انتظام تھا۔ عشائیہ میں کھلاڑیوں کے علاوہ صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ ڈاکٹر قرۃ العین عینی رحمٰن صاحبہ، تمام ریجن کی صدرات، ٹیم کوچز اور میچ آفیشلز وغیرہ شامل ہوئیں۔

پروگرام کا آغاز شام ساڑھے چھ بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ بعد ازاں نیشنل سیکرٹری صاحبہ برائے صحتِ جسمانی نے مقابلہ جات کا تعارف کرایا۔ بعدازاں نیشنل صدر صاحبہ نے بھی کھلاڑیوں سے خطاب کیا اور دعا کے بعد شرکاء کی ناصر ہال میں کھانے سے تواضع کی گئی۔

والی بال ٹورنامنٹ میں لجنہ اماء اللہ کی ۱۱ ٹیموں نے حصہ لیا۔ ہر ٹیم میں چھ کھلاڑی، ایک کوچ اور چار متبادل کھلاڑی شامل تھیں۔ والی بال میں حصہ لینے والی ٹیموں کے نام یہ ہیں: مڈلینڈز ریجن، لندن ریجن، عائشہ ریجن، بیت الفتوح ریجن، بیت النور ریجن، ساؤتھ ریجن، نارتھ ویسٹ ریجن، نارتھ ایسٹ ریجن، اسلام آباد ریجن، ایسٹ ریجن اور یارکشائر ریجن۔

نیٹ بال ٹورنامنٹ میں ناصرات الاحمدیہ کی ۸؍ ٹیموں نے حصہ لیا۔ ہر ٹیم میں سات کھلاڑی، ایک کوچ اور تین متبادل کھلاڑی شامل تھیں۔ نیٹ بال میں حصہ لینے والی ٹیموں کے نام یہ ہیں: مڈلینڈز ریجن، لندن ریجن، عائشہ ریجن، بیت الفتوح ریجن، بیت النور ریجن، ہرٹفورڈشائر ریجن، نارتھ ویسٹ ریجن اور اسلام آباد ریجن۔

اس سال والی بال اور نیٹ بال دونوں ٹورنامنٹس کے لیے راؤنڈ رابن کا اصول اپنایا گیا جس کے مطابق ہر ٹیم نے دوسری تمام ٹیموں سے ایک ایک مرتبہ کھیلنا تھا۔

والی بال اور نیٹ بال ٹورنامنٹ کے دوران تمام کھلاڑیوں کے لیے کھیل کے ساتھ توانائی بحال رکھنے کے لیے پھل، چائے، پانی اور دیگر مشروبات وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ٹک شاپ میں سینڈوچ، سموسہ، کرسپ، کیک، جوس اور چاکلیٹ وغیرہ بھی قیمتاً دستیاب تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ شعبہ اشاعت نے کتابوں کا سٹال بھی لگایا ہوا تھا۔ کھلاڑیوں کے لیے طاہر ہال میں فرسٹ ایڈ فراہم کرنے کا انتظام بھی موجود تھا۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق ۱۵؍فروری بروز ہفتہ والی بال کی ٹیمیں صبح ساڑھے آٹھ بجے سے طاہر ہال میں جمع ہونا شروع ہو گئیں۔ اس سے پہلے تقریباً ساڑھے سات بجے کھلاڑیوں کو ناصر ہال میں ناشتہ پیش کیا گیا۔ تقریباً نو بجے تلاوت، عہد اور دعا کے بعد مقابلہ جات شروع ہوئے۔ میچ کے اس دور میں طاہر ہال کو دو حصوں میں تقسیم کر کے بیک وقت دو جگہ مقابلہ جات شروع ہوئے۔

دوپہر ایک بجے تک مقابلے جاری رہے۔ نماز اور کھانے کے وقفے کے بعد دو بجے پھر مقابلہ جات شروع ہوئے۔ اب طاہر ہال کو ایک ہی میچ کے لیے استعمال کیا گیا اور حاضرات کی جگہ بڑھا دی گئی اس طرح مغرب اور عشاء کی نماز کے وقفہ کے بعد رات نو بجے تک ٹورنامنٹ جاری رہا۔

مقابلہ جات کے دوسرے دن یعنی ۱۶؍فروری بروز اتوار صبح نو بجے میچز کا آغاز ہوا۔ اس دن بھی طاہر ہال میں ایک وقت میں ایک ہی مقابلہ ہوا۔ پچھلے دن کی کارروائی کی طرح ایک بجے نماز اور کھانے کے وقفہ کے بعد دوبارہ مقابلہ شروع ہوا۔ سخت مقابلوں کے بعد چار ٹیمیں سیمی فائنل میں پہنچیں۔ پہلا سیمی فائنل میچ عائشہ اور اسلام آباد ریجنز کے درمیان جبکہ دوسرا سیمی فائنل بیت النور اور بیت الفتوح ریجنز کے درمیان ہوا۔

مقابلہ جات کے آخری دور میں فائنل میچ سے پہلے تیسری اور چوتھی پوزیشن کے لیے عائشہ اور بیت النور ریجن کے درمیان مقابلہ ہوا جس میں بیت النور ریجن نے فتح حاصل کر کے تیسری پوزیشن محفوظ کر لی جبکہ فائنل میچ میں اسلام آباد اور بیت الفتوح ریجن کے درمیان سخت مقابلہ ہوا۔ طاہر ہال میں خواتین اور بچیوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی اور ہر کوئی اپنی ٹیم کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش میں تھا۔ پہلا میچ بیت الفتوح ریجن نے ۱۲ پوائنٹ سے جبکہ دوسرا اسلام آباد ریجن نے دو پوائنٹ سے جیتا۔ تیسرے میچ میں نہایت دلچسپ اور سنسنی خیز مقابلے کے بعد بیت الفتوح ریجن نے جیت کا سہرا اپنے سر کر لیا۔

تقسیم انعامات میں جیتنے والی ٹیموں کو ٹرافیز جبکہ تمام کھلاڑیوں، ریفریز اور آفیشلز کو میڈلز دیے گئے۔ آخر میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے کہا کہ ان کو بہت خوشی ہے کہ سب نے پُرجوش طریق پر حصہ لیا اور سب کو داد دی۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

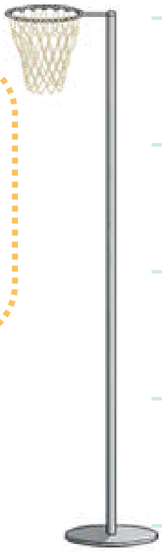

ناصرات الاحمدیہ برطانیہ
نیشنل نیٹ بال ٹورنامنٹ 2025

لندن میں باوجود نہایت سرد موسم کے ۱۷ر فروری بروز منگل اپنے کھیل کے جذبے کی گرم جوشی برقرار رکھتے ہوئے ساری ناصرات کی جملہ ٹیمیں صبح ساڑھے آٹھ بجے طاہر ہال میں جمع ہونا شروع ہو گئیں۔ مقابلہ جات کا آغاز تلاوت اور عہد سے کیا گیا۔ پھر نیشنل صدر صاحبہ نے بچیوں کی حوصلہ افزائی کی اور انہیں کھیل کے اصل مقاصد کی یاد دہانی کرائی، یعنی قربانی اور خوش دلی سے کھیلنا۔

مقابلہ جات کے لیے طاہر ہال کو دو حصوں میں تقسیم کرکے بیک وقت دو جگہ مقابلہ جات شروع ہوئے۔ مقابلہ جات دوپہر ایک بجے تک جاری رہے۔ پھر نماز اور کھانے کے وقفے کے بعد دو بجے دوبارہ سے مقابلہ جات شروع ہوئے۔ پوائنٹ سسٹم کی بنیاد پر جن چار ٹیموں نے سب سے زیادہ پوائنٹ حاصل کیے ان میں عائشہ اور اسلام آباد ریجن کے درمیان پلے آف کی بنیاد پر میچ ہوا۔ جس میں کامیابی حاصل کرکے اسلام آباد ریجن نے تیسری پوزیشن محفوظ کی۔

فائنل میچ بیت النور اور لندن ریجنز کے درمیان ہوا، جس میں گیم کا ہر حصہ دس منٹ کا تھا جبکہ پانچ منٹ کی بریک تھی۔ دو حصوں کی گیم کے بعد بیت النور ۱۴ پوائنٹس حاصل کرکے نیٹ بال ٹورنامنٹ کی فاتح ٹیم قرار پائی۔

تقسیم انعامات کی تقریب میں نیشنل سیکرٹری صحتِ جسمانی نے کھلاڑیوں کے ساتھ ساتھ ریفریز اور کوچز کا بھی خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا۔ پھر جیتنے والی پہلی تین ٹیموں کو ٹرافی دی گئی اور باقی تمام کھلاڑیوں کو ٹورنامنٹ میں شمولیت کے لیے اور ریفریز اور کوچز کو میڈلز دیے گئے۔

آخر میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے کہا کہ انہیں امید ہے کہ ناصرات نے ان مقابلہ جات سے سخت محنت کرنا اور کبھی ہار نہ ماننا بلکہ جیت کے لیے کوشش کرتے رہنا سیکھا ہے۔ اس کے بعد صدر صاحبہ نے سیکرٹری صحتِ جسمانی کا کامیاب ٹورنامنٹ منعقد کروانے پر شکریہ ادا کیا اور ان کی انتھک محنت کو سراہتے ہوئے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا اور سب کو حفاظت سے گھر پہنچنے کی دعا دیتے ہوئے اختتامی دعا کرائی۔ اس طرح یہ ٹورنامنٹ اپنے اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ: حنا گوندل۔ اردو رپورٹنگ ٹیم)

(الفضل-انٹرنیشنل-۲۱/ اپریل-۲۰۲۵ء/https://www.alfazl.com/print_edition/)

کیا آپ نے یہ شمارہ پڑھ لیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا منظوم کلام کس بارہ میں ہے؟	صفحہ نمبر 16
Seed bank دنیا کے کونسے برِّ اعظم میں بنایا گیا ہے؟	صفحہ نمبر 25
حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لندن کی کونسی جگہ کو بابِ لُدّ کی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا ہے؟	صفحہ نمبر 47
اس شمارہ میں کونسی قرآنی سورت کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے؟	صفحہ نمبر 56
امسال لجنہ والی بال ٹورنامنٹ کی فاتح ٹیم کونسی تھی؟	صفحہ نمبر 64

1- پیشگوئی جنگِ عظیم　2- انٹارکٹکا　3- Lud Gate　4- سورۃ المائدہ　5- بیت الفتوح ریجن